مؤلفہ
مجدد العصر امام جلال الدین سیوطی شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
المتوفی سنہ ۹۱۱ھ

سب لوگ فقہ میں امام اعظم کی اولاد ہیں (امام شافعی)

تبییض الصحیفہ

فی مناقب الامام ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مصنفہ

محدث زمانہ حضرت العلام الشیخ علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ
الشافعی المتوفی ۹۱۱ھ

○

مترجم: حضرت مولانا مفتی غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

ادارہ معارفِ نعمانیہ ○ شادباغ لاہور
پاکستان

سلسلۂ مطبوعات نمبر ۲۷

نام کتاب	تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مصنف	محدث زمانہ امام جلال الدین السیوطی شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مترجم	حضرت مولانا مفتی غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
طباعت	بار اول جنوری ۱۹۹۱ء / جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ
ناشر	اِدارۂ معارفِ نعمانیہ
ہدیہ	دعائے خیر بحق معاونین ادارہ

بیرون جات کے حضرات ۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال فرما کر طلب فرمائیں۔

اِدارہ مَعارفِ نُعمانیہ

۱- ۳۲۲ - شاد باغ لاہور کوڈ نمبر ۵۴۹۰۰

۲- جامع مسجد حبیبیہ حنفیہ شاد باغ، لاہور

زیرِ نظر کتاب تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ، جو حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی امام اعظم پر ایک مختصر مگر جامع اور مایۂ ناز رسالہ ہے جو عربی میں ہے جس کا سلیس اور آسان ترجمہ حضرت علامہ مفتی سید غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔ جو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں بہترین رسالہ ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب پر بہت سی کتب لکھی جا چکی ہیں مگر زیادہ تر کتب عربی میں ہیں زیرِ نظر رسالہ ایک شافعی عالم نے تحریر فرما کر رسالہ کی اہمیت کو اور بڑھا دیا ہے۔

نیز ویسے تو امام اعظم کی شخصیت محتاج تعارف نہیں مگر نئی نسل امام اعظم ابو حنیفہ کو صرف نام اور مسلک حنفی کے امام کے اعتبار سے جانتی ہے اور ان کے مناقب و کمالات سے کما حقہ، واقف نہیں۔ لہٰذا مناسب جانا کہ امام اعظم کے مناقب و کمالات پر ایک ایسی مختصر اور جامع کتاب ہو جسے عوام الناس کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کریں اور امام اعظم کی شخصیت سے روشناس کرا کے اپنا دینی فریضہ ادا کریں۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے قارئین کرام جس طرح ہماری پہلی کتابوں کو ہاتھوں ہاتھ لے کر ہماری ہمت افزائی فرماتے رہے اسی طرح اس کتاب کو بھی شرف قبولیت بخشیں گے۔ اور ہمارے ساتھ بھرپور تعاون فرمائیں گے۔

۷۸۶

تقاضائے وقت

عالم اسلام کے صحیح الاعتقاد مسلمان، اہل سنت وجماعت ائمہ اربعہ یعنی سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت، امام مالک، امام محمد بن ادریس شافعی، اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کے مقلدین میں ہی آج منحصر ہیں۔ ان کے ماسوی آج جتنے مذاہب و فرق ہیں، وہ جادۂ اعتدال سے متجاوز، اور صراط مستقیم سے دور ہیں۔

چونکہ پاک وہند کی غالب اکثریت، مسلمانان اہل سنت وجماعت، سیدنا امام اعظم سراج الامۃ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے فقہ کے مقلد ہیں اس لئے وقت وحال کا اقتضاء تھا کہ عامۃ المسلمین کو امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دقتِ نظر، تبحرِ علمی، مہارت بر کتاب وسنت اور ان کے حالات وتذکار سے باخبر کیا جائے۔ یوں تو آپ کی مدح وتوصیف اور حالات وکوائف پر بڑی بڑی مبسوط وضخیم کتابیں موجود ہیں، مگر اس دورِ انحطاط میں ان کے پڑھنے اور سمجھنے کی کسے فرصت میسّر ہے۔

ہماری خوش قسمتی سے اس اہم موضوع پر محدّث زمانہ، علامۃ العصر امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تالیف، جو کہ مختصر بھی ہے اور آپ کے حالات پر جامع بھی، نظر سے گزری۔ پھر لطف یہ کہ یہ تصنیف کسی حنفی مقلد کی نہیں، بلکہ شافعی مقلد کی ہے بلاشبہ اس لحاظ سے بھی عامۃ المسلمین کو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مقام بلند ورفیع کے جاننے اور سمجھنے میں خاص مدد ملے گی، اس لئے اس کا ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔ مولےٰ تعالےٰ متعصب اور کور باطن کے لئے سرمۂ بصیرت بنائے۔ آمین

غلام معین الدین نعیمی غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ میں نے یہ رسالہ سیدنا امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں تالیف کیا ہے اور اس کا نام "تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہؓ" رکھا ہے۔

امام اعظم کے والدِ ماجد کا تذکرہ

حضرت الخطیب اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں کہ ہم سے قاضی عبد اللہ الحسین بن علی صیمری نے بروایت عمر بن ابراہیم مقری، وہ مکرم بن حنبل بن احمد قاضی سے، وہ احمد بن عبد اللہ شاذان المروزی سے، وہ اپنے والد سے، وہ اپنے دادا سے بیان کیا کہ شاذان المروزی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اسماعیل بن حماد بن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ ثابت بن نعمان بن مرزبان ملکِ فارس کے آزاد مردوں میں سے تھے، وہ فرماتے تھے کہ خدا کی قسم ہم پر کبھی غلامی کا دور نہیں گزرا۔ میرے دادا یعنی امام ابو حنیفہ ۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ان کے والد حضرت "ثابت" اپنے بچپنے کے زمانہ میں سیدنا علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت مرتضےٰ کرم اللہ وجہہٗ نے اُن کے لئے اُن کی اولاد میں برکت کی دعا فرمائی۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھتے ہیں کہ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کی دعا ہمارے حق میں ضرور قبول فرمائی ہے۔ اور نعمان بن مرزبان، حضرت "ثابت" کے والد تھے۔ یہی وہ نعمان ہیں جنھوں نے "نوروز" کے دن سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں "فالودہ" کا تحفہ بھیجا تھا، اس پر فرمایا ہمارے لئے ہر دن نوروز ہے (نوروز لنا کل یوم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتیں

ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں امام مالک رضی اللہ عنہ کے لئے یہ بشارت دی کہ:۔

يوشك ان يضرب الناس اكباد الابل يطلبون العلم فلا يجدون احداً اعلم من عالم المدينة

ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ لوگ اونٹوں پر سوار ہو کر علم کی تلاش کریں گے مگر مدینہ منورہ کے ایک عالم سے بڑھ کر کسی عالم کو نہ پائیں گے۔

اور ایک حدیث میں امام شافعی رحمۃ اللہ کے لئے یہ بشارت دی کہ

لا تسبوا قریشاً فان عالمها یملأ الارض علماً

قریش کو برا نہ کہو کیونکہ اُن میں کا ایک عالم زمین کو علم سے بھر دے گا۔

اور میں کہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اُس حدیث میں بشارت دی ہے جسے ابو نعیم (حافظ احمد بن عبد اللہ اصبہانی المتوفی ۴۳۰ھ) نے "الحلیہ" میں بروایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

لو کان العلم بالثریا لتناوله رجال من ابناء فارس (الحلیہ)

اگر علم ثریا پر پہنچ جائے تو فارس کے جوانمردوں میں سے ایک جوانمرد ضرور اس تک پہنچ جائے گا۔

اور شیرازی "الالقاب" میں قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لو کان العلم معلقاً بالثریا لتناوله قوم من ابناء فارس

اگر علم ثریا پر اٹھ جائے تو مردانِ فارس کی قوم اس تک ضرور پہنچ جائے گی۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جس کے اصل الفاظ صحیح بخاری و مسلم میں یہ ہیں کہ:۔

لو کان الایمان عند الثریا لتناوله رجال من فارس

اگر ایمان ثریا کے نزدیک پہنچ جائے تو مردانِ فارس اُس تک ضرور پہنچ جائیں گے

اور صحیح مسلم کے لفظ یہ ہیں کہ:۔

لو کان الایمان عند الثریا لذهب به رجل من ابناء فارس حتی یتناوله

اگر ایمان ثریا کے پاس پہنچ جائے تو مردانِ فارس کا ایک شخص وہاں تک پہنچ کر اسے ضرور حاصل کرے گا

اور قیس بن سعد کی حدیث "معجم طبرانی کبیر" مؤلفہ امام حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی المتوفی ۳۶۰ھ میں ان لفظوں کے ساتھ ہے:۔

لو کان الایمان معلقاً بالثریا لا تناوله العرب لناله رجال فارس

اگر ایمان ثریا پر پہنچ جائے تو اہل عرب نہ پہنچ سکیں گے، البتہ مردانِ فارس اسے ضرور حاصل کر لیں گے۔

اور معجم طبرانی میں بھی بروایت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لو کان الدین معلقاً بالثریا لتناوله ناس من ابناء فارس

اگر دین ثریا میں معلق ہو جائے تو یقیناً مردانِ فارس کے لوگ اسے حاصل کرلینگے

لہٰذا یہ اصل صحیح ہے بشارت کے باب میں اس پر اعتقاد کیا جا سکتا ہے اور فضیلت میں مذکورہ دونوں اماموں کے بارے میں مروی حدیثوں کے مانند اور ہم شکل ہے اور وضعی خبروں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

امام اعظم کی صحابہ کرام سے ملاقات

امام ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد طبری مقری شافعی رحمۃ اللہ نے ایک رسالہ تالیف فرمایا ہے، جس میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو حدیثیں روایت فرمائی ہیں، ان کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سات صحابہ کرام سے ملاقات کی ہے، (۱) سیدنا انس بن مالک (۲) سیدنا عبد اللہ بن جزء الزبیدی،

(۳) سیدنا جابر بن عبداللہ (۴) سیدنا معقل بن یسار (۵) سیدنا واثلہ بن الاسقع ،
(۶) سیدتنا عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہم۔ پھر یہ کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ سیدنا انس سے تین
حدیثیں، سیدنا ابن جزء سے ایک حدیث، سیدنا واثلہ سے دو حدیثیں، سیدنا جابر
سے ایک حدیث، سیدنا عبداللہ بن انیس سے ایک حدیث اور عائشہ بنت عجرد سے
ایک حدیث روایت فرمائی ہے۔ اور عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے بھی ایک حدیث
روایت فرمائی ہے۔ اور یہ تمام احادیث مرویہ ان طریقوں کے سوا بھی وارد ہوئی ہے
لیکن حمزہ سہمی فرماتے ہیں کہ امام دار قطنی کو میں نے یہ کہتے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی
اللہ عنہ نے کسی صحابی سے ملاقات نہیں کی ہے۔ البتہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے وجود
گرامی کو دیکھا، مگر ان سے کوئی روایت نہیں سنی ہے اور خطیب فرماتے ہیں کہ سیدنا امام اعظم
ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت انس سے سننے کی نسبت کرنا صحیح نہیں ہے۔

اور میں ایک ایسے فتوے پر مطلع ہوا ہوں، جو کہ شیخ ولی الدین عراقی کی طرف
سے تھا، استفتاء یہ تھا کہ کیا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے کسی صحابی سے کوئی روایت کی ہے؟ اور کیا اُن کا شمار تابعین میں ہے یا نہیں؟ انہوں
نے اس کا جو جواب دیا، یہ تھا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ صحیح
نہیں ہے کہ انہوں نے کسی صحابی سے کوئی روایت لی ہو۔ اور بلاشبہ انہوں نے سیدنا
انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے لہذا جن حضرات کے نزدیک تابعی ہونے
کے لئے صرف صحابی کی رُویت کافی ہے، وہ اُنہیں تابعی گردانتے ہیں، اور جن
کے نزدیک یہ کافی نہیں، وہ اُنہیں تابعی شمار نہیں کرتے۔

اور یہی سوال جب حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ سے دریافت کیا گیا، تو انہوں
نے جواب دیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کی ایک جماعت
کو پایا ہے، کیونکہ وہ مکہ مکرمہ میں ۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے تھے، وہاں
اس وقت صحابہ میں سے سیدنا عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ موجود تھے،

اور بالاتفاق ان کا وصال اس کے بعد ہوا ہے اور اسی زمانہ میں بصرہ میں سیدنا انس
بن مالک رضی اللہ عنہ تھے، اور ان کا انتقال ۹۰ھ یا اس کے بعد ہوا ہے۔ اور ابن
سعد نے بے تردد سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کہ امام ابوحنیفہ نے حضرت انس رضی
اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور ان دونوں صحابیوں کے علاوہ بھی بکثرت صحابہ مختلف
شہروں میں ان کے بعد زندہ موجود تھے۔ بلاشبہ بعض علماء نے امام اعظم رضی اللہ
عنہ کی صحابہ کرام سے مرویات کے بارے میں رسالے تالیف کئے ہیں، لیکن ان کی اسناد
وہاں ضعف سے خالی نہیں ہیں اور یہ بات معتمد ہے کہ امام اعظم نے بعض صحابہ کو
پایا، اور ان سے ملاقات کی جیسا کہ مذکور ہوا اور ابن سعد نے "الطبقات" جو کچھ
بیان فرمایا اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ طبقۂ تابعین میں سے تھے۔ یہ بات بلادِ اسلامیہ
کے ہمعصر کسی امام کے لئے ثابت نہیں ہے، خواہ شام میں امام اوزاعی ہوں، یا البصرہ میں
امام حمادین ہوں، یا کوفہ میں امام ثوری ہوں، یا مدینہ منورہ میں امام مالک ہوں، یا مکہ
مکرمہ میں مسلم بن خالد زنجی ہوں، یا مصر میں امام لیث ابن سعد ہوں واللہ اعلم۔ یہ کلام حافظ
ابن حجر رحمۃ اللہ کے بیان کا آخری حصّہ ہے۔ ان کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ بات اور
اس کے سوا اور بھی جو باتیں ہیں، ان کا حکم یہ ہے کہ ان کی اسناد ضعیف اور غیر صحیح
ہیں، مگر ان میں لبطلان نہیں ہے اس وقت یہ امر آسان اور سہل ہوگیا کہ ہم ان کو بیان
کرسکیں، اس لئے کہ ضعیف الاسناد کی روایت جائز ہے اور حسب تصریحات ائمہ ان کا
اطلاق و بیان درست ہے۔ اسی بناء پر ان کی ہم ایک ایک حدیث بیان کرتے اور
ان پر بحث و کلام کرتے ہیں۔

(۱) حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ اپنی تالیف میں فرماتے ہیں کہ ہم سے بالاسناد
بروایت امام ابو یوسف، سیدنا امام ابوحنیفہ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ امام اعظم فرماتے
ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

طلب العلم فریضۃ علیٰ کلِّ مسلم — علم (دین) کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے

(۲) اور انہی حضرت انس بن مالک نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے،

الدال علی الخیر کفاعلہٖ — نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا اُس کے کرنے والے کے ہی مانند ہے۔

(۳) انہی سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

ان اللّٰہ یحب اغاثۃ اللھفان — اللہ تعالیٰ غمزدہ کی دعا کو پسند فرماتا ہے۔

اقول:۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ ان احادیث کی اسناد میں ایک راوی احمد بن الصلت بن المغلس (جو کہ جبارہ بن مغلس فقیہ کے بھائی کا فرزند ہے) مجروح واقع ہے۔ اگرچہ پہلی حدیث کا متن والفاظ مشہور ہے، چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ اپنے فتاوے میں فرماتے ہیں کہ "یہ حدیث ضعیف ہے اگرچہ اس کے معنیٰ صحیح ہیں۔ اور حافظ جمال الدین المزی ایسی سند کے ساتھ اس حدیث کو بیان کرتے ہیں جس سے مرتبۂ "حسن" کو یہ حدیث پہنچ جاتی ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک یہ حدیث مرتبۂ "صحیح" کو پہنچتی ہے، کیونکہ میں اس حدیث کو تقریباً پچاس طرق کے ساتھ جانتا ہوں، اور ان طرق کو میں نے ایک رسالہ میں جمع بھی کر دیا ہے۔

اب رہی دوسری حدیث، تو اس کا متن والفاظ صحیح ہے اور ایک جماعت صحابہ سے یہ وارد ہے، اور اس کی اصل "صحیح مسلم" میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ساتھ ان لفظوں سے مروی ہے کہ

من دلّ علیٰ خیرٍ فلہ مثل اجر فاعلہٖ۔ — جس نے کسی نیک کام کی طرف رہنمائی کی اس کے لئے اسکے کرنے والے کے برابر ثواب ہے

اور تیسری حدیث کا متن صحیح ہے، اور صحابۂ کرام کی ایک جماعت کی روایت میں وارد

ہے اور اس کی تصحیح الضیاء المقدسی (المتوفی ۶۴۳ھ) نے "المختارۃ" میں سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کی ہے۔

اس کے بعد حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ بروایت امام ابو حنیفہ، واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہما سے "بالاسناد" روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(۱) دع ما یریبکَ الیٰ ما لا یریبکَ — جو تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ کر اس طرف ہو، جو تجھے شک میں نہ ڈالے

اور انہی واثلہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

(۲) لاتظھر الشماتۃ لاخیکَ فیعافیہ اللّٰہ ویبتلیکَ — اپنے بھائی کو شرمندہ کرنے والی بات کو ظاہر نہ کر تاکہ اللہ تعالیٰ تجھے عافیت دے کر وہ تجھے ایسی تاثیر میں مبتلا کر دے

اقول:۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلی حدیث کا متن صحیح ہے اور صحابہ کی ایک جماعت سے یہ مروی ہے اور اس کی تصحیح امام ترمذی، ابن حبان، حاکم اور الضیاء نے سیدنا حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کی حدیث سے کی ہے۔

اور دوسری حدیث کو امام ترمذی نے انہی واثلہ سے ایک اور سند کے ساتھ نقل کر کے اس کو مرتبۂ "حسن" میں رکھا ہے۔ اور اس کی شہادت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

اس کے بعد حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ بروایت ابو داؤد طیالسی، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے "بالاسناد" نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا، اور ۹۴ھ میں کوفہ میں سیدنا عبد اللہ ابن انیس رضی اللہ عنہ (صحابی) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے ان کو دیکھا، اور ان سے سماعت کی۔ اس وقت میری عمر چودہ سال کی تھی۔ میں نے خود سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

حبکَ الشئ یعمی ویصم — تجھے کسی چیز کی محبت اندھا اور گونگا بنا دیتی ہے

اقول:۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام ابوداؤد نے اپنی

اپنی سنن میں سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔ یہ بات تو اس جگہ بہت ہی بعید ہے کہ کوئی کہے کہ سیدنا عبد اللہ ابن انیس جہنی رضی اللہ عنہ جو کہ مشہور صحابی ہیں، ان کا انتقال ۵۴ھ میں سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادت سے بہت پہلے ہو چکا ہے۔ حالانکہ اس کا جواب یہ ہے کہ عبد اللہ بن انیس نام کے پانچ صحابی تھے، ممکن ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جس عبد اللہ بن انیس صحابی سے روایت لی ہو، وہ ان پانچوں میں سے مشہور صحابی جہنی کے سوا کوئی اور ہوں۔

اس کے بعد حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ بروایت امام ابو حنیفہ سیدنا عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہما سے "بالاسناد" روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ

من بنى لله مسجداً ولو كمفحص قطاة بنى الله له بيتاً في الجنة

جس نے اللہ کے لئے تعمیر مسجد میں حصہ لیا اگرچہ بہت مختصر ہی کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

اقول:- علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا متن صحیح ہے بلکہ متواتر ہے اور اس کے ساتھ حضرت ابو معشر "بالاسناد" نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدتنا عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے سنا کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اكثر جند الله في الارض الجراد لا آكله ولا احرمه

روئے زمین پر اللہ کا بہت بڑا لشکر ٹڈیاں ہیں میں نہ اسے کھاتا ہوں اور نہ حرام قرار دیتا ہوں

اقول:- علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا متن صحیح ہے اور اسے ابو داؤد نے سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے اور اس کی تصحیح "الضیاء" نے "المختار" میں کی ہے۔

تابعین وتبع تابعین سے مرویات امام کا تذکرہ

حافظ جمال الدین المزی فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان مشائخ سے روایتیں اخذ فرمائی ہیں: (۱) حضرت ابراہیم بن المنتشر (۲) اسماعیل بن عبد الملک بن ابی الصفیر (۳) جبلہ بن سحیم (۴) ابو سید الحارث بن عبد الرحمٰن ہمدانی (۵) الحسن بن عبید اللہ (۶) الحکم بن عتیبہ (۷) حماد بن ابی سلیمان (۸) خالد بن علقمہ (۹) ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن (۱۰) زبید الیامی (۱۱) زیاد بن علاقہ (۱۲) سعید بن مسروق ثوری (۱۳) سلمہ بن کہیل (۱۴) سماک ابن حرب (۱۵) ابی روبہ شداد بن عبد الرحمٰن (۱۶) شیبان ابن عبد الرحمٰن نحوی اور یہ آپ کے ہم زمانہ ہیں۔ (۱۷) طاؤس بن کیسان (۱۸) طریف بن سفیان سعدی (۱۹) ابو سفیان طلحہ بن نافع (۲۰) عاصم بن کلیب (۲۱) عامر شعبی (۲۲) عبد اللہ بن ابی حبیبہ (۲۳) عبد اللہ بن دینار (۲۴) عبد الرحمٰن بن ہرمز اعرج (۲۵) عبد العزیز بن رفیع (۲۶) عبد الکریم بن مخارق بن ابی امیہ بصری (۲۷) عبد الملک بن عمیر (۲۸) عدی بن ثابت انصاری (۲۹) عطا بن ابی رباح (۳۰) عطا بن سائب (۳۱) عطیہ بن سعد عوفی (۳۲) عکرمہ مولی ابن عباس (۳۳) علقمہ بن مرثد (۳۴) علی بن اقمر (۳۵) علی بن حسن زراد (۳۶) عمرو بن دینار (۳۷) عون بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود (۳۸) قابوس بن ابی ظبیان (۳۹) قاسم بن معن بن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن مسعود (۴۰) قتادہ ابن دعامہ (۴۱) قیس بن مسلمہ جدلی (۴۲) محارب بن دثار (۴۳) محمد بن زبیر حنظلی (۴۴) محمد بن سائب کلبی (۴۵) ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (۴۶) محمد بن قیس ہمدانی (۴۷) محمد بن مسلم بن شہاب زہری (۴۸) محمد بن منکدر (۴۹) مخول بن راشد (۵۰) مسلم بطین (۵۱) مسلم ملائی (۵۲) معن ابن عبد الرحمٰن (۵۳) مقسم (۵۴) منصور بن معتمر (۵۵) موسیٰ ابن ابی عائشہ (۵۶) ناصح بن عبد اللہ محلمی (۵۷) نافع مولی ابن عمر (۵۸) ہشام بن عروہ (۵۹) ابو غسان ہیثم بن حبیب صراف (۶۰) ولید بن سریع مخزومی (۶۱) یحییٰ بن سعید انصاری (۶۲) ابی حجیہ یحییٰ بن عبد اللہ کندی (۶۳) یحییٰ بن عبد اللہ جابر (۶۴) یزید بن صہیب فقیر (۶۵) یزید بن عبد الرحمٰن کوفی

(۶۶) یونس بن عبداللہ بن ابی جہم (۶۷) ابو جناب کلبی (۶۸) ابو حصین اسدی (۶۹) ابو زبیر مکی (۷۰) ابو سوار "بقول بعض ابو السوار سلمی" (۷۱) ابو عون ثقفی (۷۲) ابو فروہ (۷۳) ابو معبد مولیٰ ابن عباس (۷۴) ابو یعفور عبدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

تلامذہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ان حضرات نے شرف تلمذ حاصل کرکے روایات حدیث حاصل کیں۔

(۱) ابراہیم بن طہمان (۲) ابیض بن اغر بن صباح منقری (۳) اسباط بن محمد قریشی (۴) اسحاق بن یعقوب ازرق (۵) اسد بن عمرو بجلی (۶) اسماعیل بن یحییٰ صیرفی (۷) ایوب بن ہانی جعدی (۸) جارود بن یزید نیشاپوری (۹) جعفر بن عون (۱۰) حارث بن نبہان (۱۱) حبان بن علی عنزی (۱۲) حسن بن زیاد لولوی (۱۳) حسن بن فرات قزاز (۱۴) حسین بن حسن بن عطیہ عوفی (۱۵) جعفر بن عبدالرحمن بلخی قاضی (۱۶) حکام بن سلم رازی (۱۷) ابو مطیع حکم بن عبدالرحمن بلخی (۱۸) حماد بن امام ابوحنیفہ (۱۹) حمزہ بن حبیب زیات (۲۰) خارجہ بن مصعب سرخسی (۲۱) داؤد بن نصیر طائی امام ربانی ابو سلیمان کوفی المعروف بہ داؤد طائی رحمۃ اللہ المتوفی ۱۶۵ھ (۲۲) ابو الہذیل زفر بن ہذیل تمیمی (۲۳) زید بن حباب عکلی (۲۴) سابق رقی (۲۵) سعد بن الصلت قاضی شیراز (۲۶) سعد بن ابی الجہم قابوسی (۲۷) سعید بن سلام بن ابی الہیفاء عطار بصری (۲۸) سلم بن سالم بلخی (۲۹) سلیمان بن عمر النخعی (۳۰) سہیل بن مزاحم، (۳۱) شعیب بن اسحاق دمشقی (۳۲) صباح بن محارب (۳۳) صلت بن حجاج کوفی (۳۴) ابو عاصم ضحاک بن مخلد (یہ اکابر تلامذہ اور اصحاب امام اعظم میں سے ہیں۔ اور امام بخاری کے مشہور شیوخ میں سے ہیں، بخاری میں ان سے بکثرت روایات ہیں) (۳۵) عامر بن فرات قسری (۳۶) عائذ بن حبیب (۳۷) عباد بن عوام (۳۸) عبداللہ بن مبارک (۳۹) عبداللہ بن یزید مقری (۴۰) عبدالحمید بن عبدالرحمن حمانی، (۴۱) عبدالرزاق بن ہمام (۴۲) عبدالعزیز بن خالد ترمذی (۴۳) عبدالکریم بن محمد جرجانی (۴۴) عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی رواد (۴۵) عبدالوارث بن سعید (۴۶) عبید اللہ بن

عمرو رقی (۴۷) عبداللہ بن موسیٰ (۴۸) عتاب بن محمد بن شوذب (۴۹) علی بن ظبیان کوفی قاضی، (۵۰) علی بن عاصم واسطی (۵۱) علی بن مسہر (۵۲) عمرو بن محمد عنقزی (۵۳) ابو قطن عمرو بن ہیثم قطعی (۵۴) ابو نعیم فضل بن دکین (یہ بزرگ بھی اکابر شیوخ امام بخاری میں سے ہیں) (۵۵) فضل بن موسیٰ سینانی (۵۶) قاسم بن حکم عرنی (۵۷) قاسم بن معن مسعودی، (۵۸) قیس بن ربیع (۵۹) محمد بن ابان عنبری (۶۰) محمد بن بشیر عبدی (۶۱) محمد بن حسن ابن انس صنعانی (۶۲) محمد بن حسن شیبانی (۶۳) محمد بن خالد وہبی (۶۴) محمد بن عبداللہ انصاری (۶۵) محمد بن فضل بن عطیہ (۶۶) محمد بن قاسم اسدی (۶۷) محمد بن مسروق کوفی (۶۸) محمد بن یزید واسطی (۶۹) مروان بن سالم (۷۰) مصعب بن مقدام (۷۱) معافی بن عمران موصلی (۷۲) مکی بن ابراہیم بلخی (ائمہ صحاح ستہ نے ان سے احادیث کی روایتیں لی ہیں اور امام بخاری کی ثلاثیات کی اکثر روایتیں انہی سے ہیں) (۷۳) ابو سہل نصر بن عبدالکریم بلخی المعروف بہ صیقل (۷۴) نضر بن عبدالملک عتکی (۷۵) ابو غالب نضر بن عبداللہ ازدی (۷۶) النضر بن محمد مروزی (۷۷) نعمان بن عبدالسلام اصبہانی (۷۸) نوح بن دراج قاضی (۷۹) ابو عصمہ نوح ابن مریم (۸۰) ہریم بن سفیان (۸۱) ہوذہ بن خلیفہ (۸۲) ہیاج بن بسطام برجمی (۸۳) وکیع بن جراح (۸۴) یحییٰ بن ایوب مصری (۸۵) یحییٰ بن نصر بن حاجب (۸۶) یحییٰ بن یمان (۸۷) یزید بن زریع (۸۸) یزید بن ہارون (۸۹) یونس بن بکیر شیبانی (۹۰) ابو اسحاق فزاری (۹۱) ابو حمزہ سکری (۹۲) ابو سعد صاغانی (۹۳) ابو شہاب حناط (۹۴) ابو مقاتل سمرقندی (۹۵) قاضی ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ۔

امام اعظم رحمۃ اللہ کے مختصر سیر ومناقب

خطیب بغدادی اپنی تاریخ میں حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں نے تحصیل علم کا ارادہ کیا، تو علوم کو اختیار

کرنے اور اس کے عواقب و انجام کے بارے میں لوگوں سے استصواب کیا۔ اس پر کسی نے مجھ سے کہا کہ تم قرآن کی تعلیم حاصل کرو۔ میں نے کہا جب میں قرآن پڑھ لوں اور اُسے حفظ کر لوں، تو پھر اس کے بعد کیا ہو؟ انہوں نے کہا پھر مسجد میں بیٹھ کر بچوں اور نو عمروں سے قرآن سنو۔ پھر انہیں ڈھیل نہ دو کہ وہ تم سے زیادہ یا تمہاری برابر حافظ ہو کر نکلیں اور تمہارا دبدبہ جاتا رہے۔ پھر میں نے کہا، اگر میں حدیث کی سماعت کروں اور اس کو لکھوں، یہاں تک کہ دنیا میں مجھ سے زیادہ کوئی دوسرا حافظ حدیث نہ ہو تو؟ تو انہوں نے کہا، جب تم بوڑھے اور کمزور ہو جاؤ گے تو تم حدیثیں سناؤ گے اور بچے اور کم سن تمہارے پاس جمع ہو جائیں گے اس وقت تم غلطی سے محفوظ نہ ہو گے، اور لوگ "کذب" سے متہم کرنے لگیں گے، یہ بات بعد والوں کے لئے آپ پر موجب عار ہو گی۔ میں نے کہا، میرے لئے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا، کیا تم "علم نحو" سیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا جب میں نے نحو اور زبانِ عرب سیکھ لی تو اس کے بعد میرے لئے کیا ہو گا؟ تو انہوں نے کہا، تم اُستاد بن کر ایک سے تین اشرفی تک کما سکتے ہو۔ میں نے جواب دیا، یہ بات آخرت کے لئے کوئی سود مند نہیں۔ پھر کہا گیا کہ شعر گوئی کرو! میں نے جواب دیا، اگر میں شعر و سخن میں غور و فکر کر کے ایسا کمال حاصل کروں کہ کوئی میرے مقابل نہ ہو، تو اس میں مجھے کیا فائدہ؟ انہوں نے کہا، لوگ تمہاری تعریف کریں گے، کاندھوں پر اٹھائیں گے، دور دراز سواریوں پر لے جائیں گے، خلعتِ فاخرہ پہنائیں گے۔ اور اگر ہجو و مذمت کی، تو عصمت مآبوں پر تہمت لگاؤ گے میں نے جواب دیا، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر میں نے ایک سوال کے جواب میں کہا، اگر میں علم کلام یعنی منطق و فلسفہ میں غور و فکر کروں تو اس کا انجام کیا ہو گا؟ انہوں نے کہا، جس نے بھی علم کلام میں غور و فکر کیا ہے، وہ بدگوئیوں سے محفوظ نہیں رہا ہے یہاں تک کہ اسے زندیق تک کہا گیا ہے، چنانچہ کسی کو پکڑ کر قتل کیا گیا، اور کوئی ذلیل و خوار ہو کر زندہ رہا ہے۔ میں نے دریافت کیا، اگر میں علم فقہ حاصل کروں تو؟ انہوں

نے کہا، لوگ تم سے سوال کریں گے، فتویٰ طلب کریں گے، اور عدل و انصاف چاہیں گے، اگرچہ تم نوجوان ہو۔ میں نے کہا، اس سے بڑھ کر کوئی علم سود مند نہیں ہے، لہذا میں نے فقہ پر استقامت کر لی، اور اسے سیکھنے لگا۔

خطیب بغدادی بروایت زفر بن ہذیل نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو فرماتے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا، میں نے کلام یعنی منطق و فلسفہ میں اتنا کمال حاصل کیا کہ لوگ میری طرف انگلیوں سے اشارہ کرتے تھے، اور میں حمّاد بن ابی سلیمان کے حلقہ میں ان کے نزدیک بیٹھتا تھا۔ ایک دن ایک عورت آئی، اس نے کہا، میرے مرد کے ایک عورت ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ سُنّت کے مطابق اُسے طلاق دے دے۔ بتایئے وہ کیسے طلاق دے؟ (امام صاحب فرماتے ہیں کہ) میں نہیں جانتا تھا کہ میں اس کا کیا جواب دوں۔ لہذا میں نے اس عورت سے کہا کہ یہ مسئلہ تم حمّاد سے دریافت کرو اور جو وہ جواب دیں۔ مجھے بتاؤ۔ چنانچہ اس نے حمّاد سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا، مرد عورت کو ایسے طُہر (عدم حیض) کی حالت میں ایک طلاق دے جس میں جماع نہ کیا ہو، پھر اس سے علیحدگی رکھے، یہاں تک کہ وہ دو حیض سے فارغ ہو کر غسل کر لے، اس کے بعد وہ دوسرے سے نکاح کرنے کے لئے حلال ہو جائے گی، چنانچہ اس عورت نے واپس آ کر مجھے یہ جواب بتایا۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا، کلام یعنی منطق و فلسفہ میرے لئے بیکار ہے۔ اور اپنی جوتیاں اٹھا کر حمّاد کی مجلس میں حاضر ہونے کو لازم کر لیا، میں ان سے مسائل کو سنتا اور یاد رکھتا۔ جب دوسرے دن ان کو سناتا تو مجھے وہ مسائل خوب محفوظ ہوتے، اور دیگر ساتھیوں میں غلطی ہوتی اس وقت حضرتِ حمّاد نے فرمایا، کوئی بھی شاگرد بجز ابو حنیفہ کے میرے سامنے میرے حلقہ کے شروع میں نہ بیٹھے۔ میری یہ مصاحبت دس سال تک رہی، پھر میرے جی نے مجھ سے اصرار کیا کہ "کیوں نہ اپنا سکہ جمایا جائے، اور ان سے علیحدہ ہو کر اپنا جداگانہ حلقہ تلامذہ بنا کر بیٹھا جائے۔ چنانچہ یہ عزم لے کر ایک رات وہاں سے نکلا کہ اپنا حلقہ علم؟

بتاؤں، چنانچہ جب میں جدا ہو کر مسجد میں آیا، تو مجھے خیال آیا کہ ان سے جدائی اور علیحدگی اچھی نہیں ہے۔ پھر میں لوٹ آیا اور ان کی مجلس میں بیٹھ گیا۔ اسی رات حضرت حمادؒ کے پاس بصرہ میں کسی ایسے عزیز کے انتقال کی خبر مرگ آئی، جس نے ترکہ میں مال چھوڑا تھا اور ان کے سوا کوئی اور اس کا وارث نہ تھا چنانچہ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کی جگہ ان کی واپسی تک بیٹھوں۔ اب میں نے علیحدگی کا ارادہ ترک کر دیا، یہاں تک کہ اس دوران میں ایسے مسائل میرے سامنے آئے جن کو میں نے سنا بھی نہ تھا۔ میں ان کا جواب دیتا اور ان جوابات کو اپنے پاس لکھ کر رکھ لیتا۔ وہ دو مہینے تک اپنی مجلس سے غائب رہے پھر جب وہ تشریف لائے، تو میں نے وہ مسائل جو کہ تقریباً ساٹھ تھے، ان کے ملاحظہ میں پیش کئے، انہوں نے چالیس مسئلہ میں تو میری موافقت کی، اور بیس مسئلوں میں میری مخالفت کی، اس وقت میں نے اپنے دل میں عزم بالجزم کر لیا کہ زندگی بھر ان کی مجلس سے جدا نہ ہوں گا چنانچہ جب تک وہ حیات رہے میں ان سے جدا نہ ہوا۔

اور خطیب بغدادی بروایت احمد بن عبداللہ عجلی نقل کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بصرہ میں یہ گمان لے کر آیا کہ اب میں ہر مسئلہ کا جواب دے سکتا ہوں۔ وہاں مجھ سے لوگوں نے ایسے مسائل دریافت کئے جن کا جواب مجھے نہ آتا تھا، اس وقت میں پختہ ارادہ کر لیا کہ زندگی بھر حضرت حمادؒ سے جدا نہ ہوں گا۔ چنانچہ میں ان کی صحبت میں اٹھارہ (۱۸) سال رہا۔

اور خطیب بغدادی بروایت ابو یحییٰ حمانی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا ایک دن میں نے ایسا خواب دیکھا جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کو کھود رہا ہوں۔ پھر بصرہ آیا تو میں نے ایک شخص سے کہا کہ حضرت محمد بن سیرینؒ سے جا کر اس خواب سے تعبیر لاؤ۔ اس نے جا کر دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو پرکھ رہا ہے اور ان کی جستجو کر رہا ہے۔

اور خطیب بغدادی بروایت ابو وہب محمد بن مزاحم نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ اگر اللہ عزوجل میری مدد و اعانت امام ابوحنیفہ اور حضرت سفیان کے ذریعے نہ کرتا، تو میں عام لوگوں کی مانند ہوتا۔

حضرت خطیب بغدادی بروایت حجر بن عبدالجبار روایت کرتے ہیں کہ کسی نے قاسم بن معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے کہا کہ کیا تم پسند کرتے ہو کہ ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے ہو؟ کہا یقیناً امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس سے بڑھ کر لوگوں کی کوئی مجلس سودمند نہیں ہے۔ پھر قاسم نے اس سے کہا آؤ یعنی امام صاحب کی طرف چلو چنانچہ جب وہ امام صاحب کی مجلس میں آیا، تو وہ جم کر بیٹھ گیا۔ اس نے کہا کیا ان کی مثل کسی اور کو دیکھا ہے؟ کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ بہت نیک و پارسا اور سخی تھے۔

خطیب بغدادی بروایت احمد بن صباح نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام شافعی محمد بن ادریس رحمۃ اللہ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ کسی نے امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا آپ نے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے؟ فرمایا ہاں میں نے ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ اگر وہ تم سے کہے، یہ سواری سونے کی ہے تو وہ دلائل قائم کر کے ثابت کر سکتا ہے کہ یہ سونے کی ہے۔

خطیب بغدادی بروایت روح بن عبادہ نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں حضرت ابن جریج کے پاس ۱۵۰ھ میں موجود تھا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر آئی تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھ کر فرمایا "ایک سراپا علم جاتا رہا"۔

خطیب بغدادی بروایت ضرار بن صرد نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ کسی نے یزید بن ہارون سے پوچھا، امام ابوحنیفہ زیادہ فقیہ ہیں، یا حضرت سفیانؒ؟ فرمایا حضرت سفیان زیادہ حافظ حدیث ہیں اور امام ابوحنیفہ زیادہ فقیہ!

اور خطیب بغدادی، ابو وہب بن مزاحم روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت عبداللہ ابن مبارک سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا میں

نے لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گذار کو، اور سب سے زیادہ پارسا کو، اور سب سے زیادہ عالم کو اور سب سے زیادہ فقیہ کو دیکھا ہے۔ چنانچہ سب سے زیادہ عبادت گزار حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد ہیں۔ اور سب سے زیادہ پارسا حضرت فُضیل بن عیاض ہیں اور سب سے زیادہ عالم حضرت سفیان ثوری ہیں، اور سب سے زیادہ فقیہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم ہیں پھر فرمایا میں نے فقہ میں ان کی مثل کسی کو نہیں دیکھا۔

اور خطیب بغدادی، ابو الوزیر مروزی سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ جب کسی مسئلہ میں امام ابو حنیفہ اور حضرت سفیان مجتمع ہو جائیں، تو پھر کون ہے جو ان کے مقابل کوئی فتویٰ لا سکے۔

اور خطیب بغدادی، علی بن حسن بن شقیق سے نقل کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا، جب کسی مسئلہ پر امام ابو حنیفہ اور حضرت سفیان کا اجتماع ہو جائے تو وہی میرا قول ہو جاتا ہے۔

اور خطیب بغدادی، عبد الرزاق سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن مبارک کو یہ فرماتے سنا ہے کہ کسی کے لئے یہ سزا وار نہیں کہ وہ یہ کہے کہ یہ میری رائے ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو زیبا ہے کہ وہ یہ کہیں کہ یہ میری رائے ہے۔

اور خطیب بغدادی، بشر بن حارث سے نقل کرتے ہیں کہ کہا میں نے عبد اللہ بن داؤد کو فرماتے سنا ہے کہ جب میں اخذ حدیث کا قصد کرتا تو حضرت سفیان کے پاس جاتا اور جب اس کی باریکیوں کے حاصل کرنے کا ارادہ کرتا تو حضرت امام ابو حنیفہ کے پاس جاتا

اور محمد بن بشر سے خطیب بغدادی نقل کرتے ہیں کہ جب بھی میں امام ابو حنیفہ اور حضرت سفیان کے پاس سے ایک دوسرے کی خدمت میں حاضر ہوتا تو امام ابو حنیفہ مجھ سے فرماتے تم کہاں سے آئے ہو؟ میں کہتا سفیان کے پاس سے تو فرماتے یقیناً تم ایسے شخص کے پاس سے آرہے ہو، جو اگر علقمہ اور اسود بھی ان کے پاس آجائیں، تو وہ دونوں بھی ان کی ہی مانند حجت لائیں۔ پھر اگر حضرت سفیان کے پاس آتا، تو

وہ دریافت فرماتے کہ تم کہاں سے آرہے ہو، تو میں کہتا امام ابو حنیفہ کے پاس سے، تو وہ فرماتے یقیناً تم ایسے شخص کے پاس سے آرہے ہو جو روئے زمین پر سب سے بڑا فقیہ ہے اور خطیب بغدادی، یحییٰ بن زبان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا مجھ سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے بصری! تم مجھ سے زیادہ نیک و پارسا ہو، اور میں تم سے زیادہ فقیہ ہوں۔ اور ابو نعیم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا امام ابو حنیفہ مسائل میں غوطہ زن رہنے والے شخص تھے۔

اور محمد بن سعد کاتب سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن داؤد خریبی سے سنا ہے کہ انہوں نے کہا، تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنی نمازوں میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اس کے بعد انہوں نے کہا، امام صاحب نے مسلمانوں کے لئے سنن و فقہ کی حفاظت فرمائی ہے اور خطیب بغدادی احمد بن محمد بلخی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے شداد بن حکیم سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر زیادہ عالم کسی کو نہیں دیکھا۔ اور خطیب اسماعیل بن محمد فارسی سے روایت کرتے ہیں کہ میں مکی بن ابراہیم (جو اکابر شیوخ امام بخاری میں سے ہیں اور ان سے اکثر ثلاثیات بخاری مروی ہیں) سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ امام صاحب "اعلم اہل زمانہ" تھے اور خطیب، یحییٰ بن سعید قطان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ خدا ہم سے جھوٹ نہ بلائے ہم نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ صائب الرائے کسی کو نہیں سنا، اور ہم نے ان کے بیشتر اقوال کو اختیار کیا ہے یحییٰ ابن معین فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید فتوے میں کوفیوں کے مذہب کو اختیار کرتے تھے۔ اور ان ہی کے اقوال میں سے کسی قول کو مختار ٹھہراتے تھے، اور ان کے اجتہاد کو اپنے شاگردوں کے درمیان اتباع کرتے تھے۔

افادہ :- خلاصۃ تذہیب التہذیب میں ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان بصری حافظ الحدیث اور ائمہ جرح و تعدیل میں سے قابل حجت شخص تھے۔ امام احمد فرماتے ہیں

کہ میری آنکھوں نے ان کا ہم مثل نہیں ۔ اور محمد بن بشار فرماتے ہیں، یحییٰ بن سعید امام
اہل زمانہ تھے ۔ لہٰذا ان دونوں حضرات کے شواہد سے معلوم ہوا کہ یحییٰ بن سعید جو کہ ائمہ
محدثین میں تھے ایک جلیل القدر امام اصحاب صحاح ستہ کے شیوخ میں سے قابل حجت
شیخ ہیں، وہ بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے اکثر اقوال و اجتہاد کو اپنا مذہب مختار گردانتے
تھے ۔ فافہم مترجم غفرلہ ۔

حضرت خطیب، ربیع سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا امام شافعی رحمۃ اللہ
علیہ فرماتے ہیں کہ سب لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کی فرزندی میں ہیں ۔

اور یہی خطیب بغدادی، حرملہ بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا
میں نے امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تمام لوگ ان پانچ
شخصوں کی فرزندی میں ہیں ۔ لہٰذا جو فقہ میں تبحری اور مہارت کا ارادہ کرتا ہے، وہ امام
ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کی فرزندی میں ہے ۔ کیونکہ امام ابوحنیفہ ان اشخاص میں سے ہیں جنکے
لئے فقہ میں موافقت تھی ۔ اور جو شعر گوئی میں ملکہ چاہتا ہے، وہ زہیر بن ابی سلمیٰ کی فرزندی
پر ہے ۔ اور جو مغازی میں کمال علم کا خواستگار ہے، وہ محمد بن اسحاق کی فرزندی پر ہے
اور جو علم نحو میں مہارت چاہتا ہے، وہ امام کسائی نحوی کی فرزندی میں ہے ۔ اور جو تفسیر
قرآن میں کمال دسترسی کا خواہاں ہے، وہ مقاتل بن سلیمان کی فرزندی میں ہے ۔

ایک رکعت میں ختم قرآن

خطیب بغدادی، حماد بن یونس سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسد بن عمرو کو
فرماتے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حفظ قرآن کے بعد چالیس سال تک عشاء
کے وضو سے نماز فجر پڑھی ہے، اور عام راتوں میں دستور تھا کہ نماز کی پہلی رکعت میں پورا
قرآن تلاوت کرتے تھے اور اس میں ان کی گریہ وزاری ایسی سنائی دیتی تھی کہ ہمسائے اُن پر
ترس کھا جاتے تھے اور جس مقام پر انہوں نے انتقال فرمایا ہے اس جگہ ستر ہزار مرتبہ قرآن
کریم حافظ سے ختم فرمایا ہے ۔

خطیب بغدادی، حماد بن ابی حنیفہ رحمہما اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے
فرمایا جب میرے والد ماجد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے رحلت فرمائی، تو مجھ سے حسن ابن ابی عمارہ
نے آپ کو غسل دینے کی اجازت مانگی، چنانچہ انہوں نے غسل دے کر کہا، یرحمک اللہ و غفرلک
آپ نے تیس سال سے نہ تو افطار کیا، اور نہ چالیس سال سے راتوں میں داہنے ہاتھ کو تکیہ
تک بنایا ۔ یقیناً آپ نے بعد والوں کو مشقت میں ڈال دیا، اور قراء قرآن کو جو راتوں
کو سوتے ہیں، رسوا کر دیا ۔

یہی خطیب بغدادی، امام ابو یوسف سے روایت کرتے ہیں کہ کہا میں (اپنے استاد)
امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے ساتھ جا رہا تھا کہ ایک شخص کو دوسرے سے کہتے سنا کہ یہ وہ امام ابو
حنیفہ ہیں، جو رات کو سوتے نہیں ہیں ۔ امام صاحب نے فرمایا، خدا کی قسم، میرے متعلق ایسی
بات نہ کہو جیسے میں کرتا نہیں ۔ حالانکہ آپ رات کو نماز، دعا، اور گریہ وزاری سے زندہ رکھتے تھے ۔

اور خطیب بغدادی، حفص بن عبد الرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ کہا میں نے
مسعر بن کدام کو کہتے سنا ہے کہ ایک رات میں مسجد میں داخل ہوا، تو دیکھا ایک شخص نماز
پڑھ رہا ہے، میں نے اس کی قرأت کو غور سے سنا، یہاں تک کہ قرآن کا ساتواں حصہ
ختم کر لیا ۔ پھر میں نے گمان کیا کہ شاید اب رکوع کریں، مگر اس نے آگے پڑھنا شروع کر
دیا، یہاں تک کہ تہائی پھر نصف تک پورا ہو گیا، وہ شخص برابر قرأت میں مصروف رہا، یہاں
تک کہ ایک رکعت میں مکمل قرآن کو ختم کر لیا ۔ اس کے بعد جب میں نے اُس پر نظر ڈالی، تو
پتہ چلا کہ یہ تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ ہیں ۔

یہی خطیب بغدادی، خارجہ بن مصعب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا
ایک رکعت میں ختم قرآن چار اماموں نے کیا ہے (۱) سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ
عنہ (۲) تمیم داری (۳) سعید بن جبیر (۴) امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ ۔

اور یہی خطیب، یحییٰ بن نصر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا امام ابوحنیفہ
رحمۃ اللہ بسا اوقات ماہ رمضان مبارک میں ساٹھ ختم قرآن کرتے تھے ۔

امام صاحب کا ورع اور تقویٰ

خطیب بغدادی، حبان بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ کہا میں نے عبداللہ بن مبارک کو فرماتے سنا ہے کہ جب کوفہ میں آیا تو میں نے لوگوں سے سب سے متورع اور پارسا شخص کے بارے میں پوچھا، وہ کون ہے انہوں نے کہا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ ہیں۔

اور یہی خطیب، علی بن حفص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ حفص ابن عبدالرحمٰن تجارت میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے شریک تھے، آپ نے کچھ سامانِ تجارت دے کر ان کو بھیجا، اور انہیں بتادیا کہ فلاں کپڑے کے تھان میں عیب ہے۔ لہٰذا جب تم فروخت کرو، تو بتادینا۔ چنانچہ حفص نے وہ تمام مال فروخت کردیا۔ اور اس عیب کو بتانا خریدار کو بھول گئے، اور یہ بھی نہ جانتے تھے کہ وہ تھان کس کے ہاتھ فروخت کیا ہے۔ جب امام صاحب کو اس کا علم ہوا، تو آپ نے مالِ تجارت کی تمام رقم کو صدقہ کردیا۔

اور خطیب، حامد بن آدم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن مبارک سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا، میں نے امام ابوحنیفہ سے زیادہ متورع کسی کو نہ دیکھا۔ اور خطیب، عبیداللہ بن عمرو رقی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ابن ہبیرہ نے امام ابوحنیفہ سے کوفہ کی قضاء کے بارے میں گفتگو کی، تو آپ نے اُن سے انکار فرمایا

اور یہ بھی خطیب، مغیث بن بدیل سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا، خارجہ بن مصعب بیان کرتے ہیں کہ خلیفۂ وقت منصور نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو دس ہزار درہم عطا کرنے کی پیشکش کی، اور انہیں اس کے لینے کے لئے بلایا۔ تو انہوں نے مجھ سے مشورہ کرتے ہوئے فرمایا، یہ شخص ایسا ہے کہ اگر میں اسے نہ لوں، تو وہ غضبناک ہو جائے گا۔ اور اگر پیشکش کو قبول کرلوں، تو وہ میرے دین میں دخل انداز ہو جائے گا جسے میں ناپسند کرتا ہوں۔" اس پر میں نے کہا کہ آپ کے سامنے ایک عظیم رقم کی پیشکش ہے جب وہ آپ کو اُسے لینے کے لئے بلائے، تو آپ فرمادیں کہ میں امیرالمومنین سے کوئی آرزو نہیں رکھتا ہوں۔ چنانچہ جب آپ کو بلایا گیا کہ اسے آکر قبول فرمائیں، تو

آپ نے یہی جواب دیا۔ جب خلیفہ کے پاس یہ خبر پہنچی، تو اس نے آپ کو قید کردیا خارجہ بن مصعب کہتے ہیں کہ امام صاحب اپنے کسی معاملہ میں میرے سوا کسی سے مشورہ نہیں لیتے تھے۔

اور خطیب بغدادی، محمد بن عبدالملک دقیقی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے یزید بن ہارون (المتوفی ۲۰۶ھ از کبار شیوخ بخاری و اصحاب الصحاح الستۃ) سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے لوگوں سے ملاقاتیں کی ہیں، لیکن کسی کو بھی امام ابوحنیفہ سے زیادہ عاقل، افضل اور متورع نہیں پایا۔ (مقام غور ہے کہ یزید بن ہارون، مشہور حفاظ حدیث کے چوٹی کے افراد میں سے ہیں، وہ آپ کی کیسی مدح فرماتے ہیں اور اپنے زمانہ کے تمام اکابر علماء اعلام سے افضل و بلند کہتے ہیں۔ مترجم)

اور خطیب محمد بن عبداللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا، امام ابوحنیفہ ایسے شخص تھے کہ جن کی فراست ان کی گفتگو، چلنے، اور آنے جانے سے ظاہر ہوتی تھی۔ اور یہی خطیب۔ حجر بن عبدالجبار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا امام ابوحنیفہ سے بڑھ کر مجلسوں میں مکرم نہیں دیکھا، اور نہ اپنے ساتھیوں، شاگردوں کا اعزاز و اکرام کرتے ہوئے ان سے بڑھ کر دیکھا۔

خطیب بغدادی، اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا، ہمارے پڑوس میں ایک چکی والا رافضی رہتا تھا۔ اس کے دو خچر تھے۔ اس رافضی نے ایک کا نام ابوبکر رکھا اور دوسرے کا نام عمر۔ ایک رات اس رافضی پر ایک خچر نے حملہ کیا اور اسے مار ڈالا تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کو جب خبر ملی تو آپ نے فرمایا دیکھو جاکر جس خچر نے رافضی پر حملہ کیا وہ وہی ہوگا جس کا نام اس نے عمر رکھا ہے لوگوں نے جاکر دیکھا تو ایسا ہی پایا۔

اور خطیب، سلیمان بن ابی سلم سے روایت کرتے ہیں کہ کہا کہ مساور الوراق (شاعر) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کی مذمت میں کچھ اشعار کہے، پھر جب امام صاحب کی اُس سے ملاقات ہوئی، تو فرمایا تو نے میری مذمت میں اشعار کہے

مگر میں تجھ سے راضی ہوں، اور اس کے بعد کچھ درہم اس کے پاس بھیج دیئے پھر اس نے کہا

اذا ما اھل مصر بادھونا — بداھیہ من الفتیا لطیفة
اتیناھم بمقیاس صحیح — صلیب من طراز ابی حنیفة
اذا سمع الفقیہ بہ حواہ — واثبتہ بحبر فی صحیفة

یعنی جب اہل شہر پر دقتیں دراز ہو جائیں اور باریک و لطیف فتاویٰ سے ششدر ہو جائیں تو ہم تمہارے سامنے صحیح معیار پیش کرتے ہیں، جو امام ابو حنیفہ کے طریقہ سے بھی سخت تر ہے۔ جب کوئی فقیہ کسی معروضات کو سنتا ہے، تو جہاں اُسے اپنے صحیفوں میں لکھتا ہے۔

اور خطیب بغدادی، محمد بن احمد بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا مجھ سے میرے دادا نے کہا ہے کہ میرے کچھ ساتھیوں نے میرے پاس حضرت عبد اللہ بن مبارک کے یہ اشعار لکھ کر بھیجے جس میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی انہوں نے مدح و تعریف کی ہے۔

رأیت ابا حنیفة کل یوم — یزید نبالة ویزید خیراً
وینطق بالصواب ویصطفیہ — اذا ما قال اھل الجور جوراً
یقائیس من یقائیہ بلب — فمن ذا یجعلون لہ نظیراً
کفانا فقہ حماد وکانت — مصیبتنا بہ امراً کبیراً
فرد شماتة الاعداء عنا — وابدیٰ بعدہ علماً کثیراً
رأیت ابا حنیفة حین یؤتی — ویطلب علمہ بحراً غزیراً
اذا ما المشکلات تدافعتھا — رجال العلم کان بھا بصیراً

یعنی ہر دن یہی دیکھا کہ امام ابو حنیفہ ہمیشہ فہم و خیر کی زیادتی میں ہی ہیں وہ صحیح اور درست بات ہی فرماتے ہیں، جبکہ ظالم لوگ ظلم کی بات کرتے ہیں قیاس کرنے والا تو عقل ہی کے ذریعہ قیاس کرتا ہے تو کون ہے جو ان کا نظیر بن سکے ہمیں صرف امام حماد کا فقہ ہی کافی ہے، ہماری مصیبتیں اگرچہ بہت زیادہ ہیں دشمنوں کے استہزاء کو دور کر کے، ہم نے ان کے بعد علم وافر پھیلایا میں نے امام ابو حنیفہ کو دیکھا ہے جب

وہ دینے پر آتے، اور کوئی ان سے طلب علم کرتا تو وہ بحرِ ناپیدا کنار تھے جب انہوں نے ہماری تمام مشکلیں دور کر دیں، تو شائقین علم نے ان کو صاحب بصیرت مانا۔

اور خطیب بغدادی، ابن ابی داؤد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ عام لوگ امام ابو حنیفہ کے بارے میں جاہل، اور ان سے حسد کرتے ہیں۔

انہی سے یہ بھی منقول ہے کہ لوگ امام صاحب کے بارے میں حاسد اور جاہل ہیں اور ان میں سے وہ لوگ میرے نزدیک اچھے ہیں، جو امام صاحب کے حالات سے ناواقف جاہل ہیں۔ اور خطیب بغدادی بروایت عبد العزیز بن ابی داؤد وکیع سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو ان کو میں نے متفکر اور پریشان دیکھا مجھ سے فرمایا کہاں سے آرہے ہو! میں نے کہا شریک کے پاس سے اور میں نے خیال کیا شاید آپ کے پاس کوئی بُری خبر پہنچی ہے پھر آپ نے سر اٹھا کر یہ اشعار فرمائے

ان یحسدونی فانی غیر لائمھم — قبلی من الناس اھل الفضل قد حسدوا
فدام لی ولھم ما بی وما بھم — ومات اکثرنا غیظاً بما یجد

یعنی اگر وہ مجھ سے حسد کرتے ہیں تو میں ان کو ملامت نہیں کرتا، مجھ سے پہلے اہل فضیلت پر بھی حسد کیا گیا ہے وہ اور کریں اور اپنے اپنے کاموں میں ہمیشہ رہیں، ہم میں سے بہت غصہ میں مر جائیں گے مگر وہ نہ پا سکیں گے جسے وہ چاہتے ہیں۔

خطیب بغدادی، احمد بن عبد تا لقی رحمہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ابن ابی عائشہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، وہاں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں گفتگو چل پڑی اُن میں سے کسی نے کہا ہم انہیں کچھ نہیں سمجھتے۔ تو انہوں نے اُس سے کہا اگر تمہاری ان سے ملاقات ہو جائے۔ تو تم ان کے گرویدہ ہو جاؤ، میں اُن کے مقابلہ میں نہ تو تمہیں، اور نہ کسی اور کو کچھ سمجھتا ہوں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

اقلوا علیھم ویلکم لا اباکم — من اللوم او سدوا المکان الذی سدوا

یعنی ان پر بہت کم ہو گئے، تمہارے لئے ہی خرابی ہے، مگر مجھے ملامت کی کوئی پرواہ نہیں یا درست کرنے

والا جہاں کہیں بھی ہو۔ اور خطیب بغدادی، یحییٰ بن ضریس سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے کہا، میں سفیان سے سنا ہے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا، اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ میں کتاب اللہ کو لیتا ہوں، پھر اگر اس میں مجھے مسئلہ نہیں ملتا تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تلاش کرتا ہوں، پھر جب کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں دستیاب نہیں ہوتا، تو میں آپ کے صحابہٴ کرام کے اقوال کی طرف رجوع ہوتا ہوں ان میں سے جس کو چاہتا ہوں لے لیتا ہوں، اور جسے چاہتا ہوں چھوڑ دیتا ہوں لیکن میں ان میں کے کسی کے قول سے باہر نہیں جاتا اور کسی اور کی طرف نظر نہیں ڈالتا پھر جب مسئلہ مکمل ہو جاتا تو اُسے حضرت ابراہیم، شعبی، ابن سیرین، حسن، عطا، ابن المسیب وغیرہ چالیس مجتہدین کے سامنے رکھا جاتا، وہ اسی نہج پر غور و فکر اور اجتہاد فرماتے۔"

ابوعبداللہ الحسین بن محمد بن خسرو بلخی اپنی مسند کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ محمد بن سلمہ کہتے تھے کہ خلف بن ایوب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صفتِ علم سے نوازا، پھر آپ نے اپنے صحابہ کو اس سے سرفراز کیا، پھر وہ تابعین میں منتقل ہوا، اس کے بعد اب علم سے امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ بہرہ ور ہیں۔

اور یہی ابوعبداللہ، محمد بن حفص سے بروایت حسن بن سلیمان سے نقل کرتے کہ انہوں نے حدیثِ پاک لاتقوم الساعۃ حتیٰ یظہر العلم (اس وقت تک قیامت قائم نہ ہو گی جب تک کہ علم خوب غالب نہ ہو جائے) کی تفسیر میں اپنی کتاب "تفسیر الآثار" میں بیان کیا کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا علم ہے۔

اور یہی ابوعبداللہ سعید بن منصور سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فُضیل بن عیاض (حنفی المتوفی بمکہ ۱۸۷ھ) کو فرماتے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ مرد فقیہ، معروف بالفقہ، مشہور بالورع تھے، وافر مال و دولت رکھنے والے اور ہر ایک پر دل کھول کر خرچ کرنے والے تھے۔ اور رات دن تعلیم علم میں منہمک و مصروف رہتے تھے، عمدہ رات گذارنے والے، اور خاموش طبع، اور کم گو تھے، یہاں تک کہ مسئلہ کے جواب

میں صرف یہ حلال ہے یا حرام فرماتے (یعنی طویل و بے معنی گفتگو و تقریر سے بچتے تھے) وہ خدا کی راہ میں خوب خرچ کرتے، اور بادشاہ کے مال و تحفے سے دور بھاگتے تھے اور جب ان کے سامنے کسی مسئلہ پر حدیث صحیح بیان کر دی جاتی اور اس کا اتباع کرتے تھے، خواہ وہ حدیث بوساطت صحابہ ہو یا تابعین، ورنہ وہ قیاس واجتہاد فرماتے اور خوب اجتہاد فرماتے اور یہی ابوعبداللہ ابوعبید سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے سنا ہے کہ جو فقہ کو سمجھنا اور پہچاننا چاہے اُسے لازم ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں کا دامن پکڑے، کیونکہ تمام لوگ فقہ میں ان کے ہی بچے ہیں۔

اور یہی ابوعبداللہ، وکیع سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا، خدا کی قسم! امام ابوحنیفہ عظیم الامانت تھے، اور ان کے قلب مبارک میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت اور اس کی کبریائی بھرپور تھی، اور وہ ہر شے پر رضائے الٰہی کو غالب رکھتے تھے، اگر اللہ کی راہ میں ان کو تلواروں کی باڑھ پر اٹھایا جاتا تو یقیناً اٹھنا گوارا کر لیتے اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو اور حق تعالیٰ اور اس کے بندے ان سے راضی ہوں۔ بلاشبہ وہ ابرار میں سے تھے۔ اور یہی ابوعبداللہ، حسن بن حارث سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نضر بن شمیل کو کہتے سنا ہے کہ لوگ فقہ کے معاملہ میں خواب غفلت میں تھے، یہاں تک کہ امام ابوحنیفہ نے ان کو اس سے بیدار کیا، اور فقہ کو خوب واضح نکھار کر بیان فرمایا۔

اور یہی ابوعبداللہ ابن مبارک سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے گرد شاگردوں کو حلقہ باندھے دیکھا ہے، اور طلبا کے درمیان آپ تشریف رکھتے ہوتے، وہ آپ سے سوال کرتے اور آپ ان کو سمجھاتے ہوتے تھے۔ میں نے آپ سے بڑھ کر فقہ میں گفتگو کرتے کسی کو نہ دیکھا۔ اور یہی ابوعبداللہ ابونعیم سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ خوش رو، خوش لباس، پاکیزہ حسن المجلس خوب عزت کرنے والے اور اپنے ہم جلیسوں سے بہترین اُنس و محبت کرنے والے بزرگ

تھے اور یہی ابو عبد اللہ، عبد الرزاق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا، میں معمر کے پاس تھا کہ ابن مبارک تشریف لائے تو میں نے معمر کو یہ کہتے سُنا کہ میں امام ابو حنیفہ سے بہترین کسی شخص کو نہیں جانتا، جو فقہ میں عمدہ گفتگو کرے، اور اس کا اجتہاد وسیع ہو از روئے فقہ، حدیث کی تشریح کرتا ہو، ان کی معرفت سب سے عمدہ تھی، اور امام صاحب کی مانند کسی کو زیادہ مہربان نہ دیکھا کہ جو اللہ تعالیٰ کے دین میں شک کا کچھ حصہ بھی رہنے دے۔

اور یہی ابو عبد اللہ، بشر بن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ ابن ابو داؤد سے یہ فرماتے سنا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے بارے میں کوئی بدگوئی نہیں کر سکتا بجز ان دو شخصوں کے یا تو وہ ان کے علم سے حسد کرنے والا ہوگا، یا وہ ان کے علم سے جاہل و ناواقف ہوگا، اور ان کے تبحر علمی سے نادان ہوگا۔ بلاشبہ ابو معاویہ ضریر (نابینا) کو فرماتے سنا ہے کہ میں ہارون رشید کے پاس تھا کہ مجھے کچھ شیرینی کھلائی گئی، پھر طشت و پانی لایا گیا اور میرے ہاتھوں کو پانی سے دُھلایا گیا۔ اس کے بعد امیر المومنین نے مجھ سے پوچھا، تم جانتے ہو کہ کس نے آپ کے ہاتھوں پہ پانی ڈالا ہے؟ تو میں نے کہا اے امیر المومنین نہیں! (کیونکہ نابینا ہوں)۔ امیر المومنین نے کہا، میں نے آپ کے علم و فضل کی بزرگی کی وجہ سے خود پانی ڈالا ہے۔ تو میں نے کہا، اللہ تعالیٰ تیری عزت کرائے جس طرح تو نے علم کی عزت افزائی کی ہے۔ بشر بن موسیٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ابو عبد الرحمٰن مقری ہم سے بیان کرتے ہیں کہ جب ہم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی کسی حدیث کو بیان کرتے، تو ہم کہتے حدثنا شاھنشاہ یعنی ہمارے بادشاہ نے ہم سے حدیث بیان فرمائی۔

نیز ابن ابی اویس سے مروی ہے کہا میں نے ربیع کو فرماتے سنا ہے کہ ایک دن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ منصور کے پاس پہنچے، اُن کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ موجود تھے تو منصور نے آپ کا تعارف کراتے ہوئے کہا، آج دنیا میں عالم یہ شخص ہے۔ اس کے بعد امام صاحب کی طرف متوجہ ہو کر دریافت کیا، اے نعمان! آپ نے کس سے علم حاصل

فرمایا ہے؟ فرمایا سیدنا عمر بن خطاب، اور ان کے اصحاب سے، اور سیدنا علی اور ان کے اصحاب سے، اور سیدنا عبد اللہ اور ان کے اصحاب سے، اور ان سے جو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں اُن سے بڑھ کر روئے زمین پر عالم تھے۔ اس پر منصور نے کہا یقیناً آپ نے اپنے لئے بہترین علماء کا اعتماد فرمایا ہے۔ نیز یحییٰ الحمانی سے مروی ہے کہا میں نے ابن مبارک کو فرماتے سنا ہے کہ میں نے سفیان ثوری سے دریافت کیا، اے عبد اللہ کیا وہ باتیں بعید از قیاس نہیں ہیں جو امام ابو حنیفہ کے دشمن سے ان کے پس پشت غیبت کرتے ہوئے سنتا ہوں؟ انہوں نے فرمایا صحیح ہے، خدا کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ ان کی نیکیوں کو کوئی کم نہیں کر سکتا، البتہ وہ اپنی نیکیاں مٹاتے ہیں۔

اور ابن مبارک سے مروی ہے کہا میں نے حسن بن عمارہ کو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی سواری کی رکاب تھامے دیکھا ہے اور وہ فرما رہے تھے کہ خدا کی قسم میں نے مسائل فقہیہ میں ان سے زیادہ کسی کو بلیغ گفتگو کرتے نہیں پایا اور نہ ان سے بڑھ کر مختصر کسی کا جواب دیکھا بلاشبہ یہ اپنے زمانے میں بلا نزاع متکلمین کے سردار ہیں۔ جو کوئی ان کی بدگوئی کرتا ہے وہ حسد ہی سے کرتا ہے اور مسعر بن کدام سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسجد میں آیا، تو آپ کو اشراق کی نماز پڑھتے دیکھا، اس کے بعد طلبا کو پڑھانے وہیں بیٹھ گئے اور نماز ظہر تک پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد عصر تک پڑھایا پھر مغرب تک پھر جب نماز مغرب پڑھ چکے تو اس انتظار میں تشریف رکھی کہ نماز عشا ادا کرلی جائے اس وقت میں نے اپنے دل میں خیال کیا، یہ عجیب بزرگ ہیں کہ اپنے اس شغل میں کبھی عبادت سے فارغ ہی نہیں ہوتے اور نہ یہ تھکتے ہیں۔ پھر بعد عشا جب سب لوگ مسجد سے چلے گئے، تو آپ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی اس کے بعد؟ اپنے مکان میں تشریف لے گئے لباس تبدیل کر کے پھر مسجد میں تشریف لے آئے اور صبح کی نماز پڑھی، پھر طلبا کو ظہر تک پڑھایا، پھر عصر تک، پھر مغرب تک، پھر عشا تک۔ اس وقت میں نے دل میں خیال کیا۔ یہ عجیب بزرگ ہیں، اب رات بھی یونہی گزار دیں گے!

اور رات بھی انہیں ٹھکانہ سکے گی۔ پھر جب نمازِ عشاء کے بعد لوگ چلے گئے، تو نماز کے لئے کھڑے ہو گئے، اور گذشتہ شب کے مطابق عمل کیا، پھر جب صبح صادق ہوئی پھر اسی طرح مکان میں لباس تبدیل کر کے مسجد میں تشریف لائے، اور نمازِ فجر پڑھی، اور اس کے بعد گزشتہ معمول دنوں کی طرح پڑھایا، یہاں تک کہ جب آپ نے نمازِ عشاء پڑھی، تو میں نے دل میں خیال کیا، بلاشبہ یہ بزرگ اس رات کو بھی اسی طرح نماز میں گزار دیں گے جس طرح گزشتہ دونوں راتوں کو میں نے دیکھا ہے، اور رات بھی انہیں ٹھکانہ سکے گی۔

چنانچہ اس رات بھی ویسا ہی کیا، پھر جب صبح ہوئی تو حسبِ سابق عمل فرمایا۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں عہد کیا کہ میں ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا جب تک یا تو ان کا انتقال نہ ہو جائے یا میں نہ مر جاؤں۔ پھر انہوں نے مسجد میں مستقل اقامت کر لی ابن ابی معاذ فرماتے ہیں کہ پھر مجھے یہ خبر پہنچی کہ امام ابوحنیفہ کی مسجد میں حضرت مسعر نے حالتِ سجدہ میں انتقال فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ اور ابوالجویریہ سے یہ بھی مروی کہ انہوں نے کہا، بلاشبہ میں نے حماد بن ابی سلیمان علقمہ بن مرثد، محارب بن دثار اور عون بن عبد اللہ کی صحبتیں بھی کی ہیں، اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی صحبت میں بھی حاضر ہوا ہوں، مگر ان میں سے کسی کو بھی امام صاحب سے زیادہ احسن طریق پر رات کو گزارنے والا نہ پایا۔ بلاشبہ میں نے امام صاحب کی خدمت میں چھ مہینے حاضری دی ہے، لیکن کبھی بھی کسی پہلو پہ آرام کرتے نہیں دیکھا۔ ابوحمزہ سکری سے مروی ہے کہا میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کو فرماتے سنا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث مل جاتی ہے، تو پھر میں اس کے علاوہ کسی اور پر توجہ ہی نہیں کرتا اور بے چون وچرا اسی پر عمل کرتا ہوں۔ اور جب کسی صحابی کی حدیث پہنچتی ہے تو ہم مختار ہوتے ہیں۔ اور جب کسی تابعی کی روایت ملتی ہے تو ہم مزاحمت کرتے ہیں۔

اور ابوغسان سے یہ بھی مروی ہے، انہوں نے کہا میں نے اسرائیل کو فرماتے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہ سیدنا نعمان کتنے اچھے بزرگ تھے، جس حدیث میں کوئی مسئلہ فقہیہ ہو تو وہ

اس کی سب سے زیادہ محافظت کرنے والے، اور اس میں خوب غور وخوض کرنے والے تھے خلفاء، امراء اور وزراء اُن کی تعظیم وتکریم کرتے تھے، اور جو کوئی کسی مسئلہ فقہیہ میں اُن سے مناظرہ کرتا تو وہ اس کے اُوپر غالب آجاتے تھے۔ بلاشبہ حضرت مسعر فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص امام صاحب اور اللہ تعالیٰ کے درمیان رخنہ اندازی اور حائل ہونے کی کوشش کرتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ نہ خوفِ خدا رکھتا ہے، اور نہ اپنی جان پر احتیاط برتتا ہے۔ اور حارث بن ادریس سے مروی ہے انہوں نے کہا، ابووہب عامری فرماتے ہیں کہ اس سے کہدو جو موزوں پر مسح کرنے پر اعتقاد نہیں رکھتا اور امام ابوحنیفہ کے بارے میں اعتراض کرتا ہے، وہ کم عقل ہے۔

اور ابوبکر بن عیاش سے یہ بھی مروی ہے کہ جب سفیان کے بھائی عمر بن سعید کا انتقال ہوا تو ہم ان کی تعزیت کرنے کے لئے سفیان کے پاس گئے، اس وقت ان کی مجلس گھر والوں اور تعزیت کرنے والوں سے بھری ہوئی تھی ان میں عبد اللہ بن ادریس بھی تھے، اُسی وقت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اپنی ایک جماعت کے ساتھ تعزیت کے لئے تشریف لائے جس وقت سفیان نے آپ کو دیکھا، تو مجلس سے اُٹھ کر تعظیم وخیر مقدم کے لئے آگے بڑھے اور عزت واحترام کے ساتھ اپنی جگہ لاکر بٹھایا، اور خود آپ کے آگے دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے (جب امام صاحب تعزیت کر کے تشریف لے گئے تو میں نے کہا اے ابوعبداللہ! (سفیان کی کنیت ہے) آج میں نے آپ کا ایسا عمل دیکھا جسے آپ ناپسند کرتے تھے، اور ہم لوگوں کو اس سے باز رکھا کرتے تھے۔ انہوں نے پوچھا، ایسا کونسا عمل آپ نے دیکھا؟ میں نے کہا آپ کے پاس امام ابوحنیفہ تشریف لائے، تو آپ نے نہ صرف تعظیم کے لئے قیام فرمایا، بلکہ ان کو اپنی جگہ بٹھا کر ادب وتواضع میں خوب مبالغہ فرمایا۔ سفیان نے فرمایا، میں نے اس کے لئے تو کبھی تمہیں منع نہ کیا، یہ شخص (امام صاحب) علم کے بہت اُونچے مقام پر فائز ہے اگر میں ان کے علم کے لئے نہ کھڑا ہوتا تو ان کی کبر سنی کے لئے کھڑا ہوتا۔ اور اگر کبر سنی کیلئے کھڑا ہوتا، تو ان کے فقہ کے لئے کھڑا ہوتا۔ اور اگر فقہ کے لئے بھی کھڑا نہ ہوتا تو ان کے تقوٰے اور ورع کے لئے کھڑا ہوتا۔ میں ان کے اس جواب سے لاجواب ہو کر رہ گیا۔ اور نعیم بن حماد سے یہ بھی مروی ہے، انہوں

نے فرمایا، میں نے عبداللہ بن مبارک کو فرماتے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث پہنچتی ہے تو میرے سر آنکھوں پر۔ اور جب کسی صحابی کا قول ملتا ہے تو ہم اُسے اختیار کر لیتے ہیں، اور ان کے قول سے باہر نہیں جاتے اور جب کسی تابعی کی بات پہنچتی ہے، تو ہم مزاحمت کرتے ہیں۔

علی بن یزید صدائی سے مروی ہے انہوں نے کہا، میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ وہ رمضان مبارک میں ساٹھ ختم قرآن کرتے تھے، ایک ختم رات کو اور ایک دن میں۔ اور ابی یحییٰ حمانی، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بعض تلامذہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام صاحب عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے تھے، اور رات میں نوافل پڑھنے کے لئے ریش مبارک میں کنگھی کر کے مزین فرماتے تھے۔

اور کتاب حافظ ابوبکر محمد بن عمر جعابی (مشہور محدث ہیں) میں اسحاق ابن بہلول سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ سفیان بن عیینہ فرماتے تھے کہ میں نے شقیق بن عتیبہ کو فرماتے سنا ہے کہ میری آنکھوں نے امام ابوحنیفہ کی مثل کسی کو نہ دیکھا۔

اور اسی کتاب میں بروایت عفان بن مسلم ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حماد بن سلمہ سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں سنا ہے انہوں نے فرمایا کہ وہ لوگوں میں سب سے عمدہ و احسن فتویٰ دینے والے تھے۔

اور اسی کتاب میں بروایت اسمٰعیل بن عیاش ہے، انہوں نے کہا میں نے اوزاعی (المتوفی ۱۵۷ھ) اور عمری کو فرماتے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ مشکل سے مشکل تر مسائل کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے

اور اسی کتاب میں بروایت یزید بن ہارون ہے انہوں نے کہا کہ میں نے اچھا جانا کہ میں فلاں فلاں مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے فتویٰ لوں۔

اور "تاریخ بخارا" میں بروایت غنجار از علی بن عاصم ہے کہ انہوں نے کہا کہ اگر روئے زمین کی نصف آبادی کی عقلوں کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عقل سے وزن کیا جائے،

تو یقیناً ان کی عقل غالب وزن دار ہوگی۔ اور اسی کتاب میں بروایت نعیم بن عمر ہے انہوں نے کہا میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا، تعجب ہے کہ میرے بارے میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ میں قیاس اور رائے سے فتویٰ دیتا ہوں حالانکہ میں وہی فتویٰ دیتا ہوں جو اثر (حدیث) میں ہو۔

اور اسی کتاب میں بروایت اسد بن عمرو ہے کہ انہوں نے فرمایا، میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو فرماتے سنا ہے کہ قرآن کریم میں کوئی ایسی سورۃ نہیں جس کی میں نے اپنے وتروں کی رکعت میں نہ قرأت کی ہو۔

ابن خسرو بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم علی بن حسین بن عبداللہ شافعی سے سنا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم بن برہان نحوی سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کو فہم و فراست سے نوازا ہے وہ مذہب کے اعتبار سے امام ابوحنیفہ ہیں اور فن نحو کے لحاظ سے خلیل ہیں۔ ان دونوں کی بکثرت روشن نشانیاں اور عاجز کرنے والی حکمتیں دیکھی ہیں۔ جن سے دل میں نوازنیت حاصل ہوتی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو حق کی راہ، اور صدق کی شریعت پر خاص طور سے فائز کیا ہے۔

اور ابن خسرو بیان کرتے ہیں کہ مجھے قاضی ابوسعید محمد بن احمد بن محمد نے چند شعر سناتے ہوئے فرمایا، یہ اشعار استاذ الادب حضرت ابویوسف یعقوب بن احمد بن محمد نے اپنے لئے موزوں فرمائے ہیں ؎

حسبی من الخیرات ما اعددتہ ۔۔۔ یوم القیمۃ فی رضی الرحمٰن

دین النبی محمد خیر الوریٰ ۔۔۔ ثم اعتقادی مذہب النعمان

یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قیامت کے دن میرے اعمالنامہ میں یہ نیکی کافی ہے کہ میں سید عالم خیر الوریٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوں، اور امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مذہب پر میرا اعتقاد ہے۔

امام صاحب کی حاضر جوابی

خطیب صاحب اپنی کتاب "المتفق والمفترق" میں بروایت محمد بن ثابت الاحول نقل کرتے ہیں، انہوں نے کہا، میں نے اسید بن ابی اسید الحارثی سے سنا ہے کہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی حاضر جوابی، اور اُن کے قیاس واجتہاد پر تعجب کرتا ہوں۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حجام نے ایک بال کاٹا، آپ نے فرمایا، ایسے سفید بال چُن لو۔ حجام نے کہا، اسے نہ چُنوایئے ورنہ سفید بال اور زیادہ ہو جائیں گے۔ امام صاحب نے فرمایا، اگر سفید بال چُننے سے زیادہ ہوں گے، تو کالے بال چُن لو تاکہ کالے بال زیادہ ہوں۔

کتاب العقلاء کے مصنف (ابن عبد البر یوسف بن عبد اللہ قرطبی المتوفی ۴۶۳ھ) بالاسناد محمد بن یحییٰ قصری سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا، خلیفۂ وقت منصور نے امام ابو حنیفہ، امام ثوری، حضرت مسعر اور شریک کو بلایا، تاکہ ان میں سے کسی کو منصب قضاۃ سپرد کرے۔ راہ میں امام صاحب نے ان کو مشورہ دیا کہ میں تو ایک حیلہ کروں گا، اور اس بہانے سے خلاصی پالوں گا، اور مسعر دیوانے بن جائیں تو وہ یوں اس سے بچ جائیں گے، اور سفیان بھاگ جائیں، اور شریک اسے قبول کرلیں۔ چنانچہ یہ حضرات خلیفہ کے سامنے پہنچے، تو امام صاحب نے فرمایا، میں ایک مرد مولا (عجمی) ہوں عربی نہیں ہوں، اور اہل عرب اسے پسند نہیں کریں گے کہ مولیٰ (عجمی) کو ان پر مقرر کیا جائے اور اس کے سوا یہ بھی بات ہے کہ میں منصب قضاء کی صلاحیت نہیں رکھتا، اگر میں اپنے اس کہنے میں صادق ہوں، تو میں منصب قضاء کے لائق نہیں، اور اگر جھوٹا ہوں تو اے خلیفہ! تمہیں لائق نہیں کہ مسلمانوں کے خون اور ان کی عزت و آبرو پر ایک جھوٹے کو مسلط کرو۔ اب رہے سفیان، تو ان کو راہ میں ایک شخص ملا، وہ ضرورت پوری کرنے کے لئے چل دیئے، وہ شخص اس انتظار میں رہا کہ حاجت سے فارغ ہو کر واپس آئیں، انہوں نے ایک کشتی دیکھی، انہوں نے ملاح سے کہا، اگر تو مجھے کشتی میں سوار کر کے بچا سکتا ہے، تو بچا دے، ورنہ میں ذبح کر دیا

جاؤں گا۔ اور یہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بموجب فرمائی کہ حضور نے فرمایا، جسے قاضی بنا دیا گیا، گویا اُسے بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔ تو ملاح نے دریچہ کے پیچھے چھپا دیا۔ اب رہے حضرت مسعر، تو انہوں نے منصور کے سامنے جاکر کہا، اے منصور! ہاتھ لا تیری اولاد، اور سواری کے جانور کیسے ہیں؟ اس پر منصور نے کہا، اسے نکال دو، یہ تو دیوانہ ہے۔ اب صرف شریک رہ گئے، تو ان کی گردن میں یہ قلادہ ڈال دیا گیا۔ اس کے بعد امام ثوری کو چھوڑ دیا اور کہا، اگر تم بھاگنا چاہو تو نہیں بھاگ سکتے۔ ابو المظفر سمعانی "کتاب الانتصار" میں اور ابو اسمٰعیل ہروی "کتاب ذم الکلام" میں نوح الجامع سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا، میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا "اعراض واجسام" کے بارے میں جو لوگ بحث کرتے ہیں اس میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا یہ فلسفیوں کی بحثیں ہیں، تمہیں صرف اثر، حدیث، اور طریقۂ سلف پر قائم رہنا چاہیئے ہر بدعت واختراع سے بچو، کیونکہ یہ بدعت ہے۔

اور ہروی، محمد بن حسن سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے کہا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ عمرو بن عبید پر لعنت کرے کیونکہ اس نے لایعنی، فضول کلامی بحثوں کا دروازہ لوگوں کے لئے کھولا ہے۔ اور بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب ہم سے فقہ پر بحث فرماتے اور کلامی گفتگو سے ہمیں روکتے تھے۔

تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ عالم، عامل، زاہد، متورع متقی، کثیر الخشوع، اور خدا کے حضور دائم التضرع تھے۔ منصور خلیفۂ وقت نے ارادہ کیا کہ انہیں منصب قضاء پر مقرر کرے، آپ کے انکار پر خلیفہ نے قسم کھائی۔ ضرور بالضرور الیا کروں گا۔ اس پر امام صاحب نے بھی قسم کھائی۔ ہرگز ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ خلیفہ کے حاجب ربیع ابن یونس نے کہا کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ امیر المومنین نے اس پر قسم کھائی ہے؟ امام صاحب نے فرمایا: امیر المومنین مجھ سے زیادہ قادر ہے کہ وہ قسم کا کفارہ ادا کر سکے۔ اور منصب قضاء قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ آپ فرماتے اللہ سے ڈرو، اور کسی غیر

اہل کو یہ منصب دے کر اپنی امانت کو ضائع نہ کرو، اسی کو یہ منصب دو، جسے خوف خدا ہو، خدا کی قسم میں رضامندی کا محافظ نہیں، غضب و غصہ کا کیسے متحمل ہو سکتا ہوں، اور تم تو ایسے شخص کو قریب لاتے ہو، جو تمہاری ہاں میں ہاں ملائے اور ہر حال میں تمہاری تکریم کرے اور میں اس کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اس پر خلیفہ نے کہا، آپ جھوٹ کہتے ہیں آپ اس کی اہلیت و صلاحیت رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، اے خلیفہ! اپنے دل سے فیصلہ لو، تمہارے لئے یہ کب حلال ہے کہ اپنی امانت پر ایسے شخص کو متولی بناؤ جو جھوٹا ہو۔ راوی کہتا ہے کہ امام صاحب وجیہ اور خوشرو تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ بہت دراز قد تھے

یحییٰ ابن معین فرماتے ہیں، میرے نزدیک قرأت، قرأت حمزہ، اور فقہ، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی فقہ ہے، اسی پر میں نے لوگوں کو پایا ہے۔

اور جعفر ابن ربیع فرماتے ہیں کہ میں نے امام صاحب کے پاس پچاس سال خدمت میں گزارے، میں نے آپ سے بڑھ کر خاموش طبع نہیں دیکھا۔ جب کوئی آپ سے فقہ کا مسئلہ دریافت کرتا تو سلسلۂ کلام شروع فرماتے، گویا پانی تھا جو ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور اسے غور سے سنتا، اور کلام کے اتار چڑھاؤ کو دیکھتا۔

عبداللہ بن رجاء بیان کرتے ہیں کہ کوفہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے پڑوس میں ایک موچی رہتا تھا، جو تمام دن تو محنت مزدوری کرتا۔ اور رات گئے گھر میں گوشت یا مچھلی لے کر آتا، پھر اسے بھونتا، اس کے بعد شراب پیتا، جب شراب کے نشہ میں دھت ہو جاتا تو وہ اونچی آواز سے یہ شعر پڑھ کر غل مچاتا ؎

اضاعونی وای فتیً اضاعوا　　　　لیوم کریھۃ و سداد ثغر

یعنی انہوں نے مجھے ضائع کر دیا اے جوانو! اسے ضائع کر دو۔

جو دن بھر سختیاں جھیلی ہیں، اور اپنے سرحدوں کو درست کر لو پھر وہ شراب پیتا رہتا، اور یہ شعر پڑھ پڑھ کر غل مچاتا رہتا۔ یہاں تک کہ اسے نیند گھیر لیتی، امام صاحب روزانہ اس کی آواز سنا کرتے تھے اور خود تمام رات نماز میں مشغول رہتے،

ایک رات اس ہمسایہ کی آواز نہ سنی صبح کو اس کے بارے میں استفسار فرمایا بتایا گیا کہ اسے کل رات سپاہیوں نے پکڑ لیا ہے اور وہ قید میں ہے امام صاحب نے نماز فجر پڑھی اور اپنی سواری پر سوار ہو کر خلیفہ کے پاس پہنچے، اذن طلب کیا۔ امیر نے حکم دیا احترام کے ساتھ لے کر آؤ۔ اور ان کی سواری کی لگام پکڑ کر فرش شاہی تک لے کر آؤ اترنے نہ دینا تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور امیر ہمیشہ ان کے لئے اپنی مجلس میں وسعت دیتا تھا۔ امیر نے دریافت کیا۔ کیا ارشاد ہے؟ فرمایا میرا ایک ہمسایہ موچی تھا جسے کل رات سپاہیوں نے پکڑ لیا ہے۔ اے امیر المومنین، اس کی آزادی کا حکم فرمائیے کہا ہاں اور ہر اس قیدی کو جو آج کے دن تک پکڑا گیا ہے۔ چنانچہ سب کو آزاد کرنے کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد امام صاحب سواری پر سوار ہو کر چل دیئے، اور ہمسایہ موچی پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ امام صاحب نے اس سے فرمایا اے نوجوان ہم نے تجھے بڑی تکلیف دی۔ اس نے کہا نہیں بلکہ! آپ نے میری حفاظت فرمائی اور میری سفارش کی اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزاء دے آپنے ہمسایہ کی حرمت اور حق کی رعایت فرمائی۔ پھر اس نے توبہ کر لی اور دوبارہ اس نے وہ حرکتیں نہ کیں۔

ابن مبارک بیان کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کی راہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کو دیکھا کہ ہم اپنے ہمراہیوں کے لئے ایک فربہ جانور بھونا لوگوں نے خواہش کی کہ اسے سرکہ سے کھایا جائے، مگر کوئی برتن اتنا بڑا نہ ملا جس میں سرکہ ڈالا جا سکے، سب پریشان تھے، تو دیکھا کہ امام صاحب نے ریت میں ایک گڑھا کھدوا، اور اس پر دسترخوان (غالباً چرمی ہوگا) کو بچھایا، اور اس میں سرکہ ڈال دیا۔ اس طرح سب نے بھنے گوشت کو سرکہ کے ساتھ کھایا۔ آپ کا علم ہر معاملہ میں بہترین ہے پھر فرمایا، تم سیر و سیاحت کو لازم کر لو، اس قسم کی باتیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خود الہام فرما دیتا ہے۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ ابو جعفر منصور خلیفۂ وقت نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کو بلایا اس وقت ربیع نے جو کہ منصور کا حاجب تھا، اور امام صاحب سے عداوت

رکھتا تھا، خلیفہ منصور سے کہا، اے امیر المومنین! یہ امام ابو حنیفہ آپ کے جد حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس مسئلہ میں مخالفت کرتے ہیں کہ جب کوئی قسم کھالے، پھر اس کے ایک دن یا دو دن بعد استثنا کرے تو جائز ہے! امام صاحب نے فرمایا، ایسا استثنا جائز نہیں، البتہ جو استثنا قسم کے ساتھ متصل ہو، وہ جائز ہے۔ پھر فرمایا، اے امیر المومنین! یہ ربیع گمان رکھتا ہے کہ آپ کے لشکریوں کی گردن پر آپ کی بیعت نہیں ہے۔ منصور نے پوچھا، یہ کیسے فرمایا، آپ کے سامنے تو اطاعت پر قسم کھا جاتے ہیں۔ پھر گھر جا کر پلٹ جاتے ہیں، اور استثناء کر کے اپنی قسموں کو باطل کر دیتے ہیں۔ اس پر منصور ہنسا، اور ربیع سے کہا، ان سے جھگڑا نہ کیا کرو۔ پھر جب امام صاحب واپس تشریف لے چلے، تو آپ سے ربیع نے کہا، آپ میرا خون بہانا چاہتے تھے؟ امام صاحب نے فرمایا، تم بھی تو میرا خون بہانے کے درپے تھے میں نے اپنے آپ کو بچایا ہے۔

اور ابو العباس طوسی، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اچھا گمان نہ رکھتا تھا اور امام صاحب اس بات کا علم رکھتے تھے۔ امام صاحب، جس وقت منصور کے پاس پہنچے وہاں اور بہت سے لوگ بھی تھے تو طوسی نے کہا، آج میں امام صاحب کو قتل کراؤں گا۔ پس آپ کے قریب آکر اس نے کہا، اے ابو حنیفہ! امیر المومنین نے کسی کو قتل کرانے کے لئے جلاد کو بلایا ہے۔ میں نہیں جانتا وہ کس کی گردن اڑائیں گے؟ امام صاحب نے فرمایا اے ابو العباس! امیر المومنین حق کے بدلے میں قتل کرائیں گے، یا باطل کے بدلہ میں؟ اس نے کہا حق کے بدلہ میں۔ فرمایا حق کو نافذ کر دو، خواہ وہ کوئی ہو، اس کے بارے میں تو نہ پوچھ۔ پھر امام صاحب نے اپنے قریبی ہم نشیں سے فرمایا، یہ شخص مجھے بھگانا چاہتا تھا تاکہ پکڑوا سکے۔

یزید بن کمیت بیان کرتے ہیں کہ آخری نماز عشاء کی جماعت میں علی بن حسین نے سورۃ اذا زلزلت کی قراءت کی، اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ان کی اقتداء میں تھے۔ جب سب لوگ نماز پڑھ کر جا چکے، تو میں نے امام صاحب کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ وہ

متفکر بیٹھے ہوئے ہیں اور گہرا سانس لے رہے ہیں۔ میں نے خیال میں، اٹھ کر چلا جاؤں تاکہ آپ کا دل میری طرف مشغول نہ ہو۔ جب میں جانے لگا، تو قندیل (لالٹین) میں نے رہنے دی، حالانکہ اس میں بہت تھوڑا سا تیل تھا۔ پھر لوٹ کر آیا تو آپ فرما رہے تھے، اے وہ ذات، جو ایک ذرہ برابر نیکی کا اچھا بدلہ دیتا ہے، اور اے وہ ذات! جو ذرہ برابر بدی کی سزا دیتا ہے، اپنے بندہ نعمان کو دوزخ اور اس کی ہر برائی سے نجات دے اور اسے اپنی رحمت کی وسعت میں داخل فرما۔ پھر میں نے آذان دی، اس وقت دیکھا کہ قندیل بدستور روشن ہے۔ پھر جب میں آپ کے قریب ہوا، تو فرمایا کہ تم قندیل کو لے جانا چاہتے ہو! میں نے عرض کیا، میں نے تو نماز فجر کی آذان بھی دے دی ہے۔ فرمایا جو تم نے دیکھا اسے پوشیدہ رکھنا۔ اس کے بعد آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور بیٹھے رہے، یہاں تک کہ نماز کی اقامت ہوئی، اور ہمارے ساتھ رات کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ۸۰ھ میں ہوئی تھی اور ایک قول یہ ہے کہ ۶۱ھ میں ہوئی تھی، لیکن اصح قول پہلا ہی ہے۔ اور ماہ رجب میں رحلت فرمائی اور ایک قول یہ ہے کہ ۱۵۰ھ کے ماہ شعبان میں، ایک اور قول یہ ہے کہ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۵۰ھ میں، اور ایک قول یہ ہے کہ ۱۵۱ھ میں کسی نے کہا ۱۵۳ھ میں وصال فرمایا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ جس رات امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ہوئی، اسی رات آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی وفات بغداد شریف میں ہوئی اور مقبرہ خیزران میں مدفون ہوئے وہیں آپ کا مزار شریف ہے، اور لوگ زیارت کرتے ہیں (مقدمہ ہدایہ میں ہے کہ جب امام صاحب کو موت کا احساس ہوا، تو آپ سجدہ میں گئے اور سجدہ ہی کی حالت میں وصال فرمایا (رضی اللہ عنہ وعن تابعیہ) یہاں تک "تاریخ خلکان" کی عبارت تھی جو ختم ہوئی۔

حافظ جمال الدین المزی نے "التہذیب" میں اتنا زیادہ کیا کہ آپکی نماز جنازہ چھ مرتبہ ہوئی اور اژدحام کی زیادتی کی وجہ سے نماز عصر تک آپ کو دفن نہ کر سکے۔ کتاب "غایۃ الاختصار فی مناقب الاربعۃ ائمۃ الامصار" میں روایت ابن المبارک سے ہے۔

انہوں نے بیان فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ عزت و متانت والی مجلس کوئی نہ تھی۔ ایک دن ہم جامع مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، چھت سے ایک سانپ امام صاحب کی گود میں گرا۔ آپ کے سوا سب لوگ بھاگ کھڑے ہوئے، مگر امام صاحب بجز اس کے کہ سانپ کو ہٹاتے تھے اپنی جگہ سے ہٹے تک نہیں۔

اور سکر بن نسیب بیان کرتے ہیں کہ عبدالرزاق فرماتے تھے کہ میں جب بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کو دیکھتا تھا، تو آپ کے رخسار اور آنکھوں سے گریہ کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔ سہل بن مزاحم کہتے ہیں کہ ہم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے دولتکدہ میں داخل ہوئے تو ہم نے اُن کے یہاں بجز چٹائی کے کچھ نہ دیکھا۔

اور امام ابویوسف فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہ اسلاف کی بے مثل یادگار تھے خدا کی قسم، روئے زمین پر اب اُن کا ثانی کوئی نہیں۔

یزید بن کمیت بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے بارے میں سنا کہ کسی شخص نے آپ سے کسی مسئلہ میں مناظرہ کیا، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے بخشے اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تو نے کہا میں اس کے خلاف ہوں، اور وہ خوب جانتا ہے جب سے مجھے اس کی معرفت ہوئی ہے، اس کی خلاف ورزی نہیں کی ہے میں اس سے اس کی معافی کا ہی خواستگار ہوں، اور اس کے عذاب سے خوف زدہ ہوں پھر اس کے عذاب کے ذکر پر اتنا روئے کہ آہ بھر کر بیہوش ہو گئے۔ اس کے بعد جب افاقہ ہوا، تو اس شخص نے کہا مجھے اس کا حل بتائیے۔ فرمایا ہر وہ بات جسے نادان کہیں اور مجھ میں نہ ہو، وہ میرے نزدیک حل ہے، اور ہر وہ بات جو اہل علم کہیں، اور مجھ میں نہ ہو، وہ میرے نزدیک حرج ہے کیونکہ علما کی غیبت، وہ بدی کے طور پر ان کے بعد باقی رہتی ہے اور دراوردی بیان کرتے ہیں کہ میں نے نماز عشا کے بعد مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں امام مالک اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ دونوں مذاکرہ، اور باہم افہام و تفہیم کر رہے تھے، اور باہمی مسائل و احمال مختلفہ اور دلائل متمسکہ میں ایک

دوسرے کو خطا کار یا ملامت کے بغیر بحث ہوتی رہی، یہاں تک کہ دونوں نے اسی مجلس میں نماز فجر پڑھی۔ منصور بن ہاشم کہتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مبارک کے پاس قادسیہ میں تھے کہ ایک شخص کوفہ کا آیا، اس نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی بدگوئی کی۔ اس پر عبداللہ بن مبارک نے اُس سے فرمایا، خرابی ہو تیری! تو ایسے کی بدگوئی کرتا ہے، جس نے پینتالیس سال ایک وضو سے نمازیں پڑھیں، اور جس نے ایک رات میں دو رکعتوں میں پورا قرآن ختم کیا میں جو فقہ کی تعلیم دیتا ہوں، وہی ہے جو میں نے امام صاحب سے حاصل کیا ہے۔

سوید بن سعید المروزی بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک کو فرماتے سنا ہے

لقد زان البلاد ومن علیها … امام المسلمین ابوحنیفه
باثار و فقه فی حدیث … کاثار الزبور علی الصحیفه
فما فی المشرقین له نظیر … ولا بالمغربین ولا بکوفه
رأیت العائبین له سفاها … خلاف الحق مع حجج ضعیفه

مطلب یہ کہ امام مسلمین ابوحنیفہ نے شہروں اور اُن کے رہنے والوں کو بلاشبہ مزین فرمایا اور حدیث کے آثار و فقہ سے اس طرح با خبر فرمایا جس طرح قرآن میں رموز و آثار ہیں تو آپ کا نہ تو دونوں مشرق و مغرب میں کوئی نظیر ہے اور نہ کوفہ میں۔ میں نے بدگویوں کی بیوقوفیاں دیکھی ہیں کہ کمزور و ضعیف باتوں سے حق کے خلاف کرتے ہیں۔

اور ابوالقاسم عثمان بن محمد بن عبداللہ بن سالم تمیمی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کی منقبت میں کہتے ہیں ؎

وضع القیاس ابوحنیفة کله … فاتی باوضح حجة و قیاس
والناس یتحون فیها قوله … لما استبان ضیاؤه للناس
افدی الامام اباحنیفه ذا التقی … من عالم بالشرع والمقیاس
سبق الائمة فالجمیع عیاله … فیما تحراه بحسن تنباس

یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے قیاس و اجتہاد کے تمام قاعدے وضع کر کے خوب واضح حجت

وقیاس کے ساتھ دیا ہے اور لوگ آپ کے قول کی پیروی کرتے ہیں کیونکہ اُس کی ضیاء
لوگوں پر خوب روشن ہو چکی ہے ہر عالم دین اور صاحب عقل وفراست، ملاقات کرتے ہی
امام ابوحنیفہ پر فدا ہو جاتا ہے بعد والے تمام ائمہ آپ ہی کے عیال ہیں، جس مسئلہ میں بھی
اجتہاد کیا خوب اجتہاد کیا،،

مناقب ائمہ اربعہ کی ایک اور کتاب میں ہے کہ کسی شخص نے کسی جگہ مال کو دفن کیا
پھر وہ اس جگہ کو بھول گیا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے پاس آیا اور عرض حال کیا، آپ نے
فرمایا، یہ فقہ کا مسئلہ تو ہے نہیں، جس کا حل تجھے بتا دوں۔ لیکن تو جا اور رات بھر صبح
تک نماز پڑھ شاید کہ تجھے دفینہ کی جگہ یاد آجائے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، اور چوتھائی
رات سے پہلے ہی اُسے جگہ یاد آگئی۔ پھر اس نے آکر امام صاحب کو اس کی خبر دی فرمایا، تو
جان لے کہ شیطان تجھے رات بھر عبادت میں مشغول نہیں رکھ سکتا تھا اس نے جلد ہی تجھے
یاد کرا دیا۔ خرابی ہو تیری! بطور شکرانہ اپنی یہ رات تو عبادت میں صرف کرتا بعضوں نے کہا ہے

بفقہ منا، ان اردت تفقہا	والجد والمعروف لمحتاب
واذا ذکرت اباحنیفۃ فیہم	خضعت لہٗ فی الرأی کل رقاب

یعنی ہمارے فقہ کو اگر تم سمجھنے کا ارادہ کرو گے، تو ہر صاحب عقل سخاوت ونیکی ہی پائے
گا اور جب تم ان میں امام ابوحنیفہ کا ذکر کرو گے، تو آپ کے اجتہاد پر ہر ایک کی گردنیں جھک جائیں گی

ابوالمؤید موفق بن احمد مکی فرماتے ہیں ؎

ھذا مذھب النعمان خیر المذاھب	کذا القمر الوضاح خیر الکواکب
تفقہ فی خیر القرون مع التقیٰ	فمذھبہٗ لاشک خیر المذاھب

یہ نعمان بن ثابت کا مذہب بہترین مذہب ہے، جس طرح چاند خوب روشن ہے اور ستاروں
سے بہتر ہے خیر القرون میں تقوے کے ساتھ فقہ مرتب ہوا، تو ان کا مذہب بلاشبہ بہترین
مذہب ہے بعضوں نے کہا ؎

ایا جبلی نعمان ان حصا کما	لتحصیٰ وما تحصیٰ فضائل نعمان

یعنی اے نعمان کے نزدیکی میرے پہاڑو تمہاری کنکریاں شمار کیا سکتی ہیں لیکن نعمان کے فضائل شمار نہیں ہو سکتے

مُسندِ امام ابوحنیفہ کے جمع کرنے والوں میں سے ایک صاحب نے فرمایا کہ امام
ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں یہ صفت منفرد وخاص ہے کہ آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں
کہ جنہوں نے علم شریعت کو مدوّن کیا اور ابواب میں تقسیم فرمایا۔ پھر اس کی پیروی امام مالک
بن انس نے "موطا" کی ترتیب میں فرمائی۔ امام صاحب سے پہلے کسی نے ایسا نہ کیا۔ اس لئے
کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین علم شریعت کو نہ تو ابواب میں تقسیم کرکے رکھتے تھے اور
نہ کوئی مرتب کتاب تھی، بلکہ وہ اپنے حافظہ کی قوت پر اعتماد رکھتے تھے۔ پھر جب امام ابوحنیفہ
رحمۃ اللہ نے ملاحظہ فرمایا کہ علم پھیلتا جا رہا ہے، تو انہیں ضائع ہونے کا خوف پیدا ہوا آپ
نے اسے مدوّن کرکے ابواب میں تقسیم کیا۔ اور باب الطہارۃ سے شروع کیا، پھر باب الصلوٰۃ
پھر تمام عبادات، پھر معاملات، پھر کتاب کو وراثت پر ختم فرمایا۔ طہارۃ وصلوٰۃ سے ترتیب شروع
کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں عبادتوں میں سب سے زیادہ اہم ہیں، کتاب کی ترتیب کو
وراثت پر ختم کرنے کی حکمت یہ ہے کہ یہ انسان کی آخری حالت ہے۔ اور امام صاحب ہی
وہ پہلے فرد ہیں جنہوں نے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط کو وضع فرمایا۔ اسی بنا پر امام
شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کے عیال ہیں۔

ابوسلیمان جرجانی فرماتے ہیں کہ مجھ سے احمد بن عبداللہ قاضی بصرہ نے فرمایا
کہ ہم اہل کوفہ کے فقہ سے شروط کے مسائل دیکھتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا علماء کے ساتھ
انصاف زیادہ اچھا ہوتا ہے اسے تو امام ابوحنیفہ نے وضع فرمایا ہے، اب اگر تم کمی بیشی
کرکے حسین الفاظ لے آؤ تو یہ اچھا ہے، لیکن تم انہی کے شروط کو دیکھتے ہو حالانکہ اہل کوفہ
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے قبل بھی تو شروط لاتے تھے۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد
فرمایا اپنی زندگی کی قسم! حق کو تسلیم کرنا باطل مجادلہ، اور بے وجہ نزاع کرنے سے زیادہ
بہتر ہے طبرانی "معجم اوسط" میں "بالاسناد" نقل کرتے ہیں کہ عبدالوارث بن سعید ہم سے حدیث
نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں کوفہ آیا، تو امام ابوحنیفہ، ابن ابی لیلیٰ اور ابن

شبرمہ سے ملا۔ میں نے امام صاحب سے سوال کرتے ہوئے کہا، آپ اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بیع کی اور کوئی شرط لگائی؛ فرمایا بیع بھی باطل ہے اور شرط بھی باطل ہے۔ پھر ابن شبرمہ کے پاس گیا، اُن سے بھی یہی سوال کیا، بتایا بیع بھی جائز ہے اور شرط بھی پھر ابن ابی لیلی کے پاس گیا ان سے بھی یہی سوال کیا۔ فرمایا بیع جائز ہے اور شرط باطل ہے میں نے کہا سبحان اللہ! عراق میں تین فقیہ ہیں اور تینوں ایک مسئلہ میں مختلف ہیں۔ پھر امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی خبر دی۔ فرمایا میں نہیں جانتا دونوں نے کیا جواب میں کہا، مجھ سے عمرو بن شعیب وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہم سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع اور شرط سے منع فرمایا ہے۔ بیع بھی باطل ہے اور شرط بھی باطل ہے۔ پھر میں ابن ابی لیلی کے پاس آیا، اُنہیں اس کی خبر دی، فرمایا میں نہیں جانتا دونوں نے کیا کہا مجھ سے ہشام بن عروہ وہ اپنے والد سے وہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ اگر تم بریرہ کو خرید و تو اسے آزاد کر دینا، لہذا بیع جائز ہے اور شرط باطل ہے پھر میں ابن شبرمہ کے پاس آیا، اُن سے اس کی خبر دی۔ فرمایا میں نہیں جانتا دونوں نے کیا فرمایا، مجھ سے مسعر بن کدام از محارب ابن دثار از جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اُونٹنی خریدی اور اسے مدینہ پہنچانے کی شرط کی۔ لہذا بیع بھی جائز اور شرط بھی جائز۔

طبرانی "الاوسط" میں "بالاسناد" سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تشہد (التحیات) اور تکبیر اسی طرح تعلیم فرمائی جس طرح ہمیں قرآن کی سورۃ تعلیم فرماتے تھے۔ طبرانی کہتے ہیں۔ کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی یہ روایت نہ وہب سے اور نہ بلال سے کسی نے نہیں روایت کی اس سند کے ساتھ امام صاحب منفرد ہیں۔

اور طبرانی فرماتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کی عثمان نے ان سے ابراہیم

نے ان سے اسماعیل نے ان سے امام ابو حنیفہ نے ان سے حماد بن سلمان نے ان سے ابراہیم نخعی نے ان سے علقمہ بن قیس نے ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دُعائے استخارہ اسی طرح سکھائی جس طرح سورۃ قرآن سکھاتے تھے۔ ارشاد فرمایا، جب تم میں کوئی استخارہ کرنا چاہے تو کہے:-

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ
وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ
وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ
فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ
وَلَا اَعْلَمُ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۵
اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا الْاَمْرُ
خَیْرًا لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ
وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَقَدِّرْہُ
لِیْ وَاِنْ کَانَ غَیْرَ ذٰلِکَ
خَیْرًا لِّیْ فَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ
حَیْثُ کَانَ وَاصْرِفْ عَنِّی الشَّرَّ
حَیْثُ کَانَ وَارْضِنِیْ
بِقَضَائِکَ ط

اے خدا میں تیرے علم کے ساتھ استخارہ کرتا ہوں اور تیری قدرت سے مقدرت چاہتا ہوں اور تیرے فضلِ عظیم سے سوال کرتا ہوں تو ہی قادر ہے میں قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے میں نہیں جانتا تو ہر پوشیدہ امر کو خوب جاننے والا ہے اگر یہ کام میرے دین و دنیا اور آخرت کے لئے بہتر ہو تو اسے میرے لئے مقدر فرمادے، اور اگر میرے لئے اس کے غیر میں بہتری ہے تو جہاں بھلائی ہو، اس کی ہدایت فرما دے اور جہاں برائی ہو اُس سے مجھے پھیر دے اور مجھے اپنی قضا و قدر کے ساتھ راضی بنا دے۔

خطیب "المتفق والمفترق" میں بروایت ابن سوید حنفی نقل کرتے ہیں انہوں نے کہا میں نے امام ابو حنیفہ سے سوال کیا، کیونکہ آپ میرے لئے عزت و مکرمت والے تھے۔ کہ آپ کے نزدیک غلبۂ اسلام کے بعد جہاد کی طرف نکلنے یا حج

کرنے میں کون سا محبوب ہے فرمایا غلبۂ اسلام کے بعد جہاد کرنا پچاس حج سے زیادہ افضل ہے۔ تمّت وَالحمدُ لِلّٰہِ وحدہٗ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الّا باللہ العلی العظیم ٥

بفضلہٖ وکرمہٖ تعالیٰ جل اسمہٗ آج مورخہ ۱۱۔ شوال المکرم ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۳۔ فروری ۱۹۶۵ء رسالہ مبارکہ "تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ" مؤلفۂ العلامۃ المحدث الامام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اُردو ترجمہ مکمل ہوا مولا تعالیٰ موجب ہدایت کرکے میرے اور میرے والدین و اساتذہ کے لیے توشۂ سعادت بنائے۔ آمین۔

مترجم غلام معین الدّین نعیمی غفرلہٗ

أعد ذكر نعمان لنا إن ذكره
هو المسك ما كررته يتضوع
امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت
وہ مشک کی مانند ہے اسے جتنا بکھیرو